وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝

اعلان کردو حق آن پہنچا اور باطل مٹ گیا۔ بے شبہ کہ باطل مٹنے ہی کو ہوتا ہے

ماہنامہ

المرشد

لاہور

جمادی الثانی 1413ھ دسمبر 1992ء

تحفہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ تحفہ دیا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے اور یہ حرف بحرف سچ ہے۔ مگر تحفہ کو رشوت کے طور پر استعمال کرنا نہ صرف ناجائز ہے بلکہ سخت گستاخی اور دیدہ دلیری ہے۔ نیز اس حدیث کا اطلاق جانبین پر ہے۔ یعنی دو مسلمان ایک دوسرے کو تحفہ دیا کریں۔ یہ مقصد ہرگز نہیں کہ ایک فریق دیتا رہے اور دوسرا صرف لیتا رہے۔

سب سے پہلے تو میں اپنی بات عرض کروں کہ کوئی ساتھی مجھے تحفہ دینے کی بجائے وہ رقم دارالعرفان کے فنڈ میں دے تو میں بھی بہت خوش ہوں گا۔ اللہ کریم بھی راضی ہوں گے۔ اور وہ رقم زیادہ مفید مقصد پر خرچ ہو سکے گی۔ میرے لیے یہ اشیاء خرید کرلانے کی بجائے اسی رقم کو خواہ وہ تھوڑی ہو دارالعرفان کے فنڈ میں جمع کرلیئے اور ضرور کرائیے کہ دین و دُنیا میں اس کا فائدہ زیادہ ہے۔

اب دوسرا نمبر صاحبِ مجاز حضرات کا ہے تو بندہ کی طرف سے کسی صاحب مجاز کو تحفے جمع کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ احباب کو بھی چاہیئے کہ جو لوگ دینی کام کر رہے ہیں۔ اُن کا اجر اور ان کی عادات دونوں کو خراب نہ کریں۔ اللہ کریم کی برکات ناجائز ذرائع استعمال کر کے حاصل نہیں کی جا سکتیں۔

نیز

جو ایسا کرے گا انشاء اللہ اُسے مزید ترقیِ منازل بھی نصیب نہ ہو گی۔ خواہ وہ صاحب مجاز ہو یا عام ساتھی۔ لہٰذا آئندہ سے تحفوں کی سب رقم دارالعرفان کے فنڈ میں جمع کرائی جائے۔

والسلام

فقیر محمد اکرم اعوان

جمادی الثانی ۱۴۱۳ھ دسمبر ۱۹۹۲ء

جلد: ۱۴ شمارہ: ۵

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۶۰۷

ماہنامہ المرشد لاہور

یکے از مطبوعات :- ادارہ نقشبندیہ، اویسیہ دارالعرفان چکوال

فہرست مضامین

اداریہ	5
عقیدے کی حیات	6
سوال آپ کا جواب شیخ المکرم کا	21
عورت کی عفت و عظمت اسلام کی نظر میں	31
اے نسبت اویسیہ	36
دم اور تعویز کا مقام	37
کشمیر - بنام عالمی ضمیر	48

بدل اشتراک

فی پرچہ: ۱۲ روپے ششماہی: ۶۵ روپے

چندہ سالانہ: ۱۲۰ روپے تاحیات ۱۲۰۰ روپے

غیر ملکی

سالانہ - تاحیات

سری لنکا، بھارت، بنگلہ دیش ۲۰۰ روپے - ۲۰۰۰ روپے

مشرق وسطیٰ کے ممالک ۵۵ سعودی ریال - ۲۵۰ سعودی ریال

برطانیہ اور یورپ ۱۲ سٹرلنگ پونڈ - ۶۰ سٹرلنگ پونڈ

امریکہ و کینیڈا ۲۵ امریکن ڈالر - ۱۲۵ امریکن ڈالر

پتہ:- ماہنامہ المرشد - اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور ٹیلیفون لاہور ۸۴۴۹۰۹

ناشر:- پروفیسر حافظ عبدالرزاق، پرنٹرز:- طیب جمال، ریٹی گن روڈ - لاہور

ماہنامہ المرشد کے :

بانی : حضرت العلام مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ
مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ
شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

اعلیٰ
نشر و اشاعت : پروفیسر حافظ عبدالرزاق ایم۔اے (عربی) ایم۔اے (اسلامیات)

ناظم اعلیٰ : کرنل (ریٹائرڈ) مطلوب حسین

مدیر : تاج رحیم

اداریہ

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے جاں نثاروں کی جس جماعت کی تشکیل فرما کر کفر کو اسلام میں بدلا اور اللہ تعالیٰ کے نظام کو قائم کیا۔ آج کے اِس دَور میں جاں نثاروں کی یہ تنظیم الاخوان اُن ہی کے نقشِ قدم پر، اُن ہی جذبات کے ساتھ کام کر رہی ہے۔

جاں نثارانِ "الاخوان" اللہ کے اُسی نظام کو، اُس کی سرزمین پر دوبارہ قائم کرنے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ عام لوگوں کے لیے یہ ناقابلِ یقین اور حیرت کا باعث ضرور ہے کہ آج کے اِس دَور میں اس طرح کیونکر ممکن ہے ! لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ایسی تحریک وجود میں آچکی ہے۔

معاشرے کے لوگوں کی ذاتی زندگی میں انقلابی تبدیلی اور کُرۂ ارض پر اسلامی انقلاب کی راہ ہموار کرنے کی یہ تحریک، موجودہ دَور کے ہر سیاسی نظریئے، جماعتوں، سماجی اور معاشرتی اداروں اور مذہبی فرقہ بندیوں سے آزاد ہے۔ زندگی کے ہر شعبے سے وابستہ ہزاروں جاں نثار اِس تحریک کو لے کر آگے بڑھ رہے ہیں۔ اِن جاں نثاروں کی اسلام سے وابستگی، والہانہ عشق، جذبے کی شدت اور خلوص کو سمجھنے کے لیے آپ دو قدم ساتھ چل کر دیکھئے، اور اپنی قوت، اپنی آواز، اپنی تحریر یا اپنا وقت دیجئے۔ وُہی اللہ، وُہی رسول ﷺ وُہی اِسلام جو چودہ سو سال پہلے تھا آج بھی ہم سب کا ہے۔ اور یقین رکھیئے کہ اِس جاں نثاری کے جو نتائج چودہ سو برس پہلے ظاہر ہوتے تھے وہ نتائج آج بھی پیدا ہوں گے۔ اُسی اسلام کی سربلندی اور غلبے کے لیے اپنا تن من دھن دیجئے۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو ❊ اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

یہ آپ کے عزم و ارادہ پر موقوف ہے۔ مگر ساتھ چلیئے ضرور ! تاکہ کل کو اللہ کے حضور آپ کہہ سکیں کہ ہاں ! اُس کے نظامِ حیات کو اُس کی سرزمین پر قائم کرنے کی جدوجہد میں آپ نے کچھ تو کیا :

تاج رحیم

عقیدے کی حیات

حضرت مولانا محمد اکرم اعوان

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرماتے ہوئے سورۃ القصص میں ارشاد ہوتا ہے کہ رب جلیل نے ہدایت اور دین کو قبول کرنے کا فیصلہ ہر شخص کو ذاتی طور پر کرنے کا حق دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اگر چاہیں تو دوسرے کے حق میں فیصلہ نہیں فرما سکتے ہاں آپ اس کو میری بات بتا سکتے ہیں میری صفات بتا سکتے ہیں میری ذات کے بارے مطلع کر سکتے ہیں میرا راستہ دکھا سکتے ہیں بھلائی اور برائی بتا سکتے ہیں دعوت دینا یہ آپؐ کا کام ہے لیکن قبول وہ اپنے فیصلے سے ہی کرے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے سے نہیں۔

انک لا تھدی من احببت ۔ ایسا ممکن نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جسے چاہیں ہدایت دے دیں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فریضہ نہیں ہے۔ **ولکن اللہ یھدی من یشاء** اللہ جسے چاہتا ہے اسے ہدایت فرماتا ہے اور اللہ کریم کے چاہنے کا دوسری جگہ ارشاد فرما دیا۔

یھدی الیہ من ینیب ہدایت اسے نصیب ہوتی ہے جس میں انابت پیدا ہو جائے۔ انابت کیا ہے انابت وہ فیصلہ ہے جو آدمی اللہ کی اطاعت کے لیے اپنے دل میں، اپنے ضمیر میں، اپنے باطن میں، اپنی پسند سے کرتا ہے اللہ کریم فرماتے ہیں نہ میں نے زبردستی کسی کو راستے پر لگایا اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فریضہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو پکڑ پکڑ کر مسلمان کرتے جائیں۔ بلکہ ہدایت اسے نصیب ہوگی جو خود یہ فیصلہ کرے گا کہ مجھے اللہ کی اطاعت کرنا ہے اور ہدایت حاصل کرنا ہے اور اگر کوئی یہ فیصلہ کہیں دور دراز جنگل میں، کسی تاریک کوٹھری میں، کسی اندھیری رات میں، کسی ویرانے میں بھی کرے تو اللہ ہر آدمی کے ہرحال سے واقف ہے وہ محروم نہیں رہتا۔ ایک بات تو پہلے سے واضح ہے کہ نبی علیہ السلام مبعوث ہی اسی لیے ہوتا ہے کہ اللہ کے بندوں کو اللہ اور اس کے ساتھ ان کا تعلق قائم کرے اب انسان چونکہ دنیا میں رہتا ہے اس کی دنیوی ضرورتیں بھی ہوتی ہیں دنیوی مسائل بھی ہوتے ہیں تو ان کے لیے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام نے بھی، ہر نبی علیہ السلام نے یا تو نبی خود حکمران ہوا یا کسی ایسے شخص کے سپرد حکومت کی جس نے نبی علیہ السلام کی اطاعت کی اور لوگوں پر لوگوں کا انصاف دیا یہ دونوں صورتیں اگر نہیں ہو سکتیں تو نبی بھی لوگوں کی ضروریات اور ان کی دنیوی ضروریات اور ان کے

انصاف اور ان کے آرام کے لیے ساری زندگی جہاد کرتا ہی رہا ان تین صورتوں میں سے ایک نہ ایک صورت بہرحال ہر نبی علیہ السلام کے ساتھ پیش آئی۔

لیکن نبی کا مقصد بعثت سے مراد حاجات دنیا نہیں ہے بعثت سے مراد اللہ کے بندوں کا اللہ کے ساتھ تعلق قائم کرنا ہے یہ بالکل اسی طرح سے ہے کہ جیسے کسی نبی کے ساتھ کوئی شخص ایمان نہ لائے جیسے بعض انبیاء علیہم السلام دنیا سے بغیر اس کے تشریف لے گئے کسی شخص نے ایمان قبول نہیں کیا تو جب کوئی شخص ایمان ہی نہیں لایا وہ نبی علیہ السلام ساری زندگی ایمان ہی کی دعوت دیتے رہے لوگوں کے معاملات میں یا سیاسیات میں یا ان امور میں انہوں نے مداخلت نہیں فرمائی چونکہ ان کا بنیادی کام بندوں کو اللہ کی طرف دعوت دینا تھا پھر جس نے وہ دعوت قبول کی وہ ایک معاشرہ بنا تو پھر وہ معاشرہ چونکہ اس بنیاد پہ۔بنا جو نبیوں نے استوار کی تھی تو ان کی ضروریات دنیا اور ان کے امور دنیا کو ترتیب دینا بھی فرائض نبوت میں شامل ہو گیا۔

یعنی دنیاوی ضرورتیں ہماری ضرور ہیں اور ہم ان سے بھاگ نہیں سکتے چشم پوشی نہیں کر سکتے لیکن مقصد دین ہے جیسے آپ خوب جانتے ہیں مسئلہ کہ حج پر اگر کوئی جاتا ہے اور وہ آتے جاتے ہوئے خرید و فروخت کرتا ہے کچھ چیزیں یہاں سے لے جاتا ہے وہاں بیچ دیتا ہے وہاں سے خرید لیتا ہے یہاں آکر بیچ دیتا ہے کچھ پیسے کما لیتا ہے یا حج کا خرچ نکال لیتا ہے تو یہ شرعاً" جائز ہے کوئی منع نہیں لیکن اگر کوئی جاتا ہی اس نیت سے ہے کہ یہاں سے کچھ چیزیں لے جاؤ وہاں زیادہ منافع ملے گا وہاں سے کچھ لے آؤ یہاں زیادہ پیسے بنیں گے حج مفت ہو جائے گا تو پھر وہ حج نہیں ہو گا یعنی اس آدمی کے ارادے پر مدار ہے اس کا کہ اگر جانے کی نیت تجارت ہی کی ہے نفع کمانے کی ہے یا جیسے بعض ہمارے امراء سیر سپاٹے کے لیے نکل جاتے ہیں کہتے ہیں چلو کچھ پکنک ہی سہی کچھ بچے چل پھر آئیں گے دنیا کو دیکھیں گے لوگوں سے ملیں گے حج بھی ہو جائے گا حج نہیں ہوتا لیکن اگر جائے ہی حج کی نیت سے اب جا رہا ہے تو کچھ سامان یہاں سے لے جاتا ہے وہاں بیچ لیا وہاں سے لے لیا یہاں بیچ دیا یا حج ضرور کرنا ہے وہ سامان بکے یا رہ جائے وہاں سے کوئی چیز ملے یا نہ ملے اس کاروبار میں نفع ہو یا نقصان ہو جائے تو ہوتا رہے لیکن مقدم حج ہے مقصد حج ہے حج ضرور کرنا ہے تو حج ادا ہو جائے گا اور کاروبار منع نہیں ہے لیکن اگر مقصد کاروبار ہے اور ساتھ میں منافع میں حج کرنا چاہتا ہے حج نہیں ہو گا۔

بالکل یہی حال ہے یہاں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اگر کوئی تعلق اس لیے قائم کرنا چاہتا ہے کہ وہ اللہ کا بندہ بن جائے اسے ہدایت نصیب ہو اور وہ دنیا و آخرت میں اللہ کی بارگاہ میں سرخرو ہو تو اس کے امور دنیا بھی اس کے ساتھ ہیں ان کی اجازت ہے ان کے لیے اہتمام ہے انتظام ہے ساری باتیں ہیں لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ دین تو ہوتا رہے گا چلو خیر ہے یہ مشکل ہے یہ نماز مشکل ہے ذکر مشکل ہے روزی کے معاملے میں کون جمع کر کے زکوٰۃ دے یہ چیزیں مشکل ہیں حرام حلال کی پابندی بڑا مشکل کام ہے لیکن چونکہ میں مسلمان ہوں میرے بچے کو بخار بھی نہیں ہونا چاہیے۔ میری بیوی کا مزاج بھی درست ہونا چاہیے۔ میرے مال و دولت میں بھی نقصان نہیں ہونا چاہیے۔ تو یہ ذمہ داری اسلام کی نہیں۔ اسلام ان اغراض کے لیے نہیں آیا اور نہ نبی

علیہ السلام ان ضرورتوں کے لیے مبعوث ہوا ہے اور نہ کسی اہل اللہ کو ان باتوں میں کوئی دخل ہے اور نہ ولی کا یہ مقام و منصب ہے اور نہ اس کے لیے کسی ولایت کی ضرورت ہے اگر یہ کام اولیاء اللہ سے ہوتے تو کافر بے چارے تو بھوک کے مرجاتے وہ تو نبی علیہ السلام کو نہیں مانتے ولی کو کب مانیں گے جو کافر اللہ کی توحید پہ یقین نہیں رکھتا جو کافر نبی کی نبوت پہ یقین نہیں رکھتا ایک نہیں سارے نبیوں کا انکار کر دیتے ہیں نبی پھر نبی ہے وہ ذات باری کا انکار کر دیتے ہیں لیکن دنیا کے کام تو ان کے بھی ہوتے رہتے ہیں صحت و بیماری بھی توالد و تناسل بھی کاروبار بھی حکومت بھی تو اگر یہ سارے امور دنیا دین کے ساتھ جڑے ہوئے ہوتے اور دین کا مقصد دنیا ہوتا تو پھر کافروں کو کیوں ملتی لہٰذا اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ دین داری سے دنیا سمجھنا یہ ضروری ہے یہ شرط ہے تو اس نے دین کو سمجھا ہی نہیں یہ الگ بات ہے کہ آدمی دیندار ہو جائے تو اس کی دنیا بھی سدھر جاتی ہے یعنی یہ ہوتا ہے' دین کی برکات دنیاوی امور میں ظاہر ہوتی ہیں لیکن اگر کوئی انہی برکات کو شرط بنا لے اور دین کی اہمیت کو مقدم نہ رکھے تو اس نے دین کو سمجھا ہی نہیں۔ یہاں انہی لوگوں کا تذکرہ فرمایا گیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو خدام تھے انہوں نے دنیا تج کر' دین حاصل کیا یعنی سب سے پہلے سب سے اعلیٰ درجے کے مسلمان جو تھے سب سے پہلے مسلمان جو تھے اور جو قرآن حکیم کے مثالی مسلمان ہیں جن پر اللہ ناز فرماتا ہے اپنے بندوں پر ان بندوں کے امور دنیا کو دیکھیں ان کی دنیا نقصان ہی نقصان میں گئی اور پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ روئے زمین کے خزانے ان کے قدموں میں تھے اور روئے زمین کی سلطنت ان کی زیر نگیں تھی دونوں صورتوں میں ہمیں یہ عجیب بات نظر آتی ہے کہ وہ بھوک اور افلاس میں بھی پرواہ نہیں کرتے تھے اور امارت اور اس حکومت میں بھی انہیں ان چیزوں کی پرواہ نہیں تھی۔ بھوک اور افلاس میں بھی فرائض کو فرائض سمجھتے تھے اور امارت میں بھی فرائض کو فرائض ہی سمجھتے تھے۔

خلافت راشدہ کے زمانے میں جب یمن اور ایران فتح ہوئے تو اتنے خزانے آئے مال غنیمت میں کہ مدینہ منورہ کی گلیاں زر و جواہر سے بھر گئیں اندر رکھنے کی جگہ نہیں تھی سونا چاندی مال ہیرے جواہرات اور تمام مہاجر و انصار صحابی جنہیں ان کی حیثیت کے مطابق مال غنیمت سے حصہ ملا تو سارے امیر ہو گئے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ کا گورنر بنایا گیا اور وہ بہت زیادہ امیر ہو گئے تھے ان کا جو جائز حصہ ملتا تھا مال غنیمت سے اس کی وجہ سے حتیٰ کہ فرماتے کہ اتنے اتنے دبیز اور موٹے قیمتی قالین تھے ان کے مکان میں کہ جب چلتے تھے تو ٹخنوں ٹخنوں تک پاؤں قالین میں دھنس جاتے تھے اس امارت و سیادت و گورنری کے رتبے میں جلانے کی لکڑیاں لانے خود جایا کرتے تھے اور بازار سے گٹھا لے کر گذرتے تو آواز دیا کرتے تھے "گورنر کے لیے راستہ چھوڑ دو" خود اعلان کیا کرتے تھے کہ کچھ احترام کیا کرو حکام کا احترام کیا کرو گورنر کے لیے راستہ چھوڑ دو اور گورنر صاحب نے لکڑیوں کا گٹھا جلانے کے لیے سر پر رکھا ہوتا تھا۔

ایک دفعہ فاقے میں تھے اور دو تین فاقے مسلسل ہو گئے اور فاقے کی وجہ سے بے ہوش ہو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تنظیم الاخوان (پاکستان)

رُکنیت فارم

نام .... ولدیت ....

عمر .... پیشہ ....

پتہ ....

....

کالج / یونیورسٹی کا نام ....

مشغلہ ....

ٹیلیفون نمبر۔ آفس .... گھر ....

مَیں الاخوان کا رُکن بننا چاہتا / چاہتی ہوں۔

عہد مَیں اللہ کی زمین پر اللہ کے نظام کو غالب کرنے کے لیے الاخوان کی تحریک سے مکمل تعاون کروں گا / گی۔

دستخط ....

تاریخ ....

داخلہ

جماعت ہشتم

مقارہ اکادمی دار العرفان منارہ۔ ضلع چکوال

- تعلیم کے میدان میں ایک منفرد انداز۔
- دین و دنیا کے تقاضوں کا حسین امتزاج۔
- علمی قابلیت کے ساتھ قیادت کی اعلیٰ صلاحیت۔
- ذہنی اور جسمانی نشوونما کا اعلیٰ معیار۔
- تقریر و تحریر میں اظہار کی عملی تربیت۔
- کمپیوٹر ٹریننگ کا اہتمام۔
- اقبال کے شاہینوں کا مسکن۔

معیار:

عمر:- 11 سے 13 سال۔

تعلیم:- ساتویں پاس یا ساتویں کا طالب علم

(آٹھویں پاس طلبا بھی درخواست دے سکتے ہیں)

ٹیسٹ: مندرجہ ذیل مضامین میں۔

اردو۔ انگلش۔ ریاضی۔

جنرل (سائنس۔ اسلامیات۔ معاشرتی علوم)

پراسپیکٹس

حاصل کرنے کا پتہ:-

— مقارہ اکیڈمی دار العرفان۔ منارہ ضلع چکوال فون:- 18

— مقارہ کالج۔ کالج روڈ ٹاؤن شپ۔ لاہور۔ فون:- 842998,844909

درخواست بھجوانے کی آخری تاریخ 31 دسمبر سال رواں

گئے راستہ چلتے ہوئے بے ہوش ہو گئے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب اور عرب میں یہ طریقہ تھا کہ بے ہوشی رفع کرنے کے لیے یہاں سے کوئی رگ دباتے تھے گردن سے تو پھر آدمی ہوش میں آ جاتا تھا لیکن وہ بے ہوشی تو نہیں تھی وہ تو نقاہت اور فاقہ کی کمزوری تھی فاقے سے وہ بے دم ہو رہے تھے تو دو تین صحابہ نے باری باری ان کی گردن پر پہلے ہاتھ رکھ کر دبایا پھر پاؤں رکھ کر دبایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کے گھر کوئی چیز کھانے کی ہے تو لاؤ اس غریب کی گردن کیوں توڑتے ہو یہ بھوک سے نڈھال ہو رہا ہے تو کہیں سے دودھ ملا جو منگوایا گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اٹھوا کر در دولت پہ منگوایا اور وہ دودھ پلایا جس سے انہیں ہوش آئی۔

تو جب چلتے تھے مکان میں پاؤں قالین میں دھنس جاتے تھے تو فرمایا کرتے تھے بخ بخ ابو ہریرہ وہ مت بھولنا جب تو بے ہوش گلی میں پڑا تھا۔ یعنی گورنر بھی تھے دولت مند بھی تھے لیکن اللہ کے ساتھ تعلق وہی تھا جو اس ابی ہریرہ کا تھا جو فاقے سے بے ہوش ہو جایا کرتا تھا۔

دونوں حالتیں ان صحابہ کبار پر گذریں جو پہلے اور مثالی مسلمان تھے فاقہ مستی کی، مالی نقصان کی، دنیوی تکلیفوں کی بھی انتہا ہو گئی اور دنیوی آرام عزت و وقار حکومت و اقتدار بھی ان پر بس ہے اتنا اقتدار رب العلمین نے دنیا میں کسی کو نہیں دیا۔ ایک شخص مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا امام و خطیب ہو اور چین اور برما سے لے کر سپین تک اور سائبیریا سے لے کر افریقہ تک اس کے زیر نگیں ملک ہو کبھی کسی نے سوچا بھی ہے اس پورے ملک میں جو وہ کہہ دیتا تھا ہو جاتا تھا کوئی روکنے والا نہیں تھا لیکن اتنی بڑی سلطنت کا مالک وہی کہتا تھا جو اللہ کہتا تھا کبھی اپنی مرضی سے نہیں۔ چھوٹی چھوٹی بات پہ ٹوک دیا جاتا تھا کہ اس کا شرعی ثبوت کیا ہے۔

ایک دفعہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن کے نام سے بڑے بڑے سلاطین کے پسینے چھوٹ جاتے تھے خطبہ دیتے وقت فرمایا کہ لوگو! بہت بڑی طاقت بنا دیا ہے اللہ نے عمر کو اور اسلامی سلطنت کو بہت زیادہ پھیلا دیا بہت سی افواج بہت بڑی قوت بہت بڑے خزانے اور سب پر میں امیر ہوں اب اگر میں بگڑ جاؤں تو تم میرا کیا کر لو گے تو پھٹے کپڑوں میں ایک بدو صحابی نے اٹھ کر نیام سے تلوار کھینچ لی اور اس نے کہا عمر اگر تو اللہ کا راستہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ چھوڑے گا تو ہماری تلواریں تجھے بھی سیدھا کر دیں گی یہ ساری سلطنت یہ ساری طاقت یہ ساری شان و شوکت یہ ساری عظمت اللہ کے لیے اللہ کے دین کے لیے ہے ورنہ ہمیں کسی کی کوئی پرواہ نہیں۔ لیکن کچھ لوگ اس دور میں بھی تھے۔ انسان تو ہر طرح کے ہوتے ہیں۔

اور جب کوئی تحریک پھیلتی ہے تو اس میں ایسے لوگ بھی پناہ لے لیتے ہیں جو محض دنیوی فائدے کے لیے آتے ہیں اور عموماً" ہوتا ہے جب تحریکیں اٹھتی ہیں تو جو ان کی ابتدا ہوتی ہے تو ان میں وہ لوگ آتے ہیں جو مشقتیں جھیلتے ہیں جب وہ طاقت پکڑ لیتی ہیں پھر کچھ ایسے لوگ آ جاتے ہیں جو ان کے زیر سایہ آرام کرنا چاہتے ہیں اللہ کریم کی نگاہ ہر ایک پر ہوتی ہے تو اللہ کریم نے فرمایا کہ ان ستانے والوں کی میرے پاس کوئی جگہ نہیں جب اسلام

پھیلا اسلامی ریاست بنی سلطنت بنی تو پھر کچھ ایسے لوگ بھی جو مسلمان کہلاتے تھے لیکن وہ تھے دنیا کے لیے مسلمان کہ چونکہ یہ طاقت بن گئی ہے تو اس کے زیر سایہ ہمیں امن ہو گا آرام ہو گا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت تو بہت عام تھی اور آپ کا جی مبارک تو چاہتا تھا کہ انہیں بھی دین نصیب ہو جائے تو اللہ نے فرمایا نہیں میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے باوجود دین نصیب نہیں ہو گا اس لیے کہ میں نے یہ طے کر دیا کہ انسان کو ایک شعور بخشا جس کے ذریعے وہ میری عظمت کو' میرے حکم کو' میرے جمال کو' اپنی حیثیت کے مطابق پہچان اور دیکھ سکتا ہے اب مجھے دیکھ کر اگر کسی کا جی جھکنے کو نہیں چاہتا تو میں پکڑ کر اس کی گردن کیوں جھکاؤں پھر تو مزا نہ آیا تو جب میں پکڑ کر نہیں جھکانا چاہتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پکڑ کر کیوں جھکائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پکڑ کر جھکانا بھی تو میرا ہی پکڑ کر جھکانا ہو گا اس لیے ایسا نہیں ہو گا ہاں اسے فیصلہ کرنے دیجئے وہ میرے سامنے جھکنا چاہتا ہے تو میں اپنا دروازہ اس کے لیے واکر دیتا ہوں ان کو کیوں ہدایت نہیں ہو سکتی اللہ کریم فرماتے ہیں۔

کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا **وقالو ان نتبع الھدی معک** اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلامی زندگی قبول کر لیں اور مسلمانوں کی طرح راہ ہدایت کو پکڑ لیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قدم بقدم چلنا شروع کر دیں یعنی ہم تو دعویٰ اسلام کر کے آرام سے بیٹھے ہیں کسی کو چھیڑتے نہیں کسی کو خفا نہیں کرتے کوئی نہیں روکتا تو نماز پڑھ لیتے ہیں کوئی منع کرتا ہے تو واپس چلے جاتے ہیں لیکن اگر ہم قدم بقدم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں چلنے لگیں **نتخطف من ارضنا** لوگ تو ہمیں گھروں سے اچک کر لے جائیں گے پھر ہمیں زندہ کون چھوڑے گا پھر تو یہ کافر ہمیں چیر پھاڑ کر کھا جائیں گے یہ تو زندگی مشکل ہے اللہ کریم فرماتے ہیں۔ ان جاہلوں سے کہو کیا میں نے تمہیں حرم میں بسا کر پوری دنیا سے معزز و محترم اور مامون نہیں کر دیا ایسے شہر میں بسا کر جس میں کوئی بھی باہر سے حملہ کرنے کی جرات نہیں کرتا تمہیں امن نہیں دے دیا اور کیا تم یہ نہیں دیکھتے تم اس سرزمین میں بیٹھے ہو جہاں گھاس کا تنکا نہیں ہوتا اور روئے زمین کے پھل تمہاری خدمت میں موجود رہتے ہیں یعنی میں ایسا قادر ہوں کہ دونوں باتیں تمہارے سامنے اگر تمہیں رزق کا اندیشہ ہے دین پر عمل کریں گے تو روزی چھن جائے گی تو کم از کم کے میں بیٹھے ہوئے تم دیکھ سکتے ہو کہ یہاں گھاس کا تنکا نہیں ہوتا اور روئے زمین کے پھل جو ہیں یہاں تمہیں ملتے ہیں یہ میں پہچانتا ہوں تم یہ دیکھ سکتے ہو کہ یہاں نہ کوئی فوج ہے نہ کوئی جرنیل ہے نہ کوئی طاقت ہے لیکن پھر بھی سارا جہان اس شہر کا احترام کرتا ہے اور اس شہر کی حرمت کی وجہ سے تم محفوظ بیٹھے ہو تو اگر میں ایک شہر میں تمہاری حفاظت کر سکتا ہوں تو روئے زمین پر کر سکتا ہوں اگر ایک ویرانے میں تمہیں روزی پہنچا سکتا ہوں تو ہر جگہ پہنچا سکتا ہوں لیکن بات یہ ہے فرمایا۔

ولکن اکثرھم لا یعلمون○ بات یہ ہے کہ تم جاہل ہو تم جانتے ہی نہیں ہو تم نے سمجھا ہی کچھ نہیں ہے اس سے بڑی جہالت کیا ہو گی کہ کوئی دین کو دنیا کا سبب بنا لے اس سے بڑا ظلم کیا ہو گا ان

سے بڑی جہالت کیا ہو گی یعنی کوئی اگر جواہرات بیچ کر جو خرید تا ہے تو وہ اس سے کم نقصان کرتا ہے جتنا کوئی دین کو دنیا کا ذریعہ بنا لیتا ہے پھر فرمایا دیکھو اگر تم دین چھوڑ کر رہنا چاہو تو جس طرح کافروں کے ساتھ سمجھوتہ کر کے اور صلح پیار سے اور کسی وقت نماز پڑھ لی کسی وقت ان کی بات مان لی ان کے ساتھ سود کھا لیا مسجد آ کر نماز پڑھ لی معیشت ان کی اپنا لی اور آذان آ کر مسجد میں کہہ لی حکومت کرنے کے سسٹم، انداز قوانین، عدالتیں، معاشرہ ان کی طرز پر تاکہ وہ بھی خفا نہ ہوں اور نماز بھی پڑھ لی کہ اللہ بھی راضی رہے اللہ کریم فرماتے ہیں اس طرح سے تم نہیں بچ سکو گے۔ فرمایا تاریخ عالم کو دیکھو! پہلی قوموں کو دیکھو۔ ولم اھلکنا من قریۃ بطرت معیشتھا کتنی مضبوط معاشی بنیادوں پر استوار شہروں کو ہم نے ویران کر دیا بطرت معیشتھا ۔ ان کے پاس اتنی دولت اتنے وسائل اتنا مربوط نظام تھا کہ وہ اپنے سے باہر ہو رہے تھے وہ یہ سمجھتے تھے کہ ہمیں تو کچھ ہو ہی نہیں سکتا اتنا مضبوط اکنامکس سسٹم اسٹیبلش کر لیا ہم نے کہ اب کچھ بگڑ ہی نہیں سکتا اللہ کریم فرماتے ہیں بالکل تباہ ہو گئے وہ معیشت اور وہ معاشی نظام انہیں پناہ نہ دے سکا اللہ کی گرفت سے۔ جب انہوں نے محض دنیا کو اپنا مدعا بنا لیا اور اللہ کے لیے، دین کے لیے، اللہ کے احکام کی اشاعت کے لیے، انہوں نے سمجھا کہ اس طرح تو ہمارے مال میں، ہماری سلطنت میں، ہمارے گھروں میں، ہماری زندگی میں نقصان ہو گا دین سے بچنا چاہیے دنیا کو مضبوط کر لو فرمایا یہی ان کی ہلاکت کا سبب بنا تباہ ہو گئے۔

فتلک مسکنھم لم تسکن من بعد ھم الا قلیلا اور ان کے ویران گھروں کو دیکھو جب انہوں نے یہ رویہ اپنایا اس کے بعد انہیں زیادہ مہلت نہیں ملی تھوڑی مدت میں پھر تباہ ہو گئے۔

وکنا نحن الوارثین○ فرمایا ہر چیز تو ہماری اپنی ہے کسی کا کیا ہے یہ تو چند روزہ امانت ہے کسی کو دے دیں۔ سلطنت دے دیں، دولت دے دیں، مال دے دیں، یہ تو چند روز کے لیے ہے۔

میرے بھائی اس آیہ کریم کو سامنے رکھ کر اگر ہم اسے شیشہ بنائیں اس میں اپنی صورت دیکھیں تو حکومتی سطح پر تمام مسلمان ممالک نے کافرانہ معیشت اپنا رکھی ہے خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے وہ عرب میں ہیں یا عجم میں وہ حرمین پہ قابض ہیں یا وہ انڈونیشیا والے ہوں ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک پوری مسلمان دنیا نے یہودی معیشت اپنا رکھی ہے جس کی بنیاد سود پر ہے اور کہتے کیا ہیں اگر ہم اس کو چھوڑ دیں تو ہم دنیا میں زندہ نہیں رہ سکتے ہم تباہ ہو جائیں گے ہمارا اکنامکس سسٹم نہیں چل سکتا ہم مجبور ہیں یہی بات وہ کہتے تھے کہ اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں تو ہمارے تو گھر اجڑ جائیں گے ہم بسیں گے کہاں ہم رہیں گے کہاں ہمیں کافر چھوڑیں گے کیسے معاشی نظام سے آگے چلیں آپ، تو اسلام عقیدے اور عمل سے بنا ہے جس طرح انسان جسم اور جان سے ہے اسی طرح اسلام عقیدے اور عمل سے ہے جس طرح روح کے لیے جسم ضروری ہے ورنہ حیات کا تصور نہیں اسی پر تو جھگڑا ہوتا ہے روز لوگ کہتے ہیں مر گیا ختم ہو گیا دوسرا کہتا ہے نہیں روح نہیں مرتی۔ روح زندہ ہے وہ کہتا ہے مجھے سمجھ نہیں آتی۔ جھگڑا ہی اسی بات پر ہے کہ جب بدن الگ، بدن ہی نہیں ہے اس کے ساتھ تو حیات کیسی۔ اگر ہے بھی تو دنیا میں نہ ہونے

کے برابر ہے۔ اسی پہ جھگڑا چل رہا ہے لوگوں میں علماء میں اور عوام میں۔

کہ جس طرح حیات کے لیے روح کو بدن کی ضرورت ہے اسی طرح عقیدے کو عمل کی ضرورت ہے جب عمل نہیں ہوتا تو حیات کا وہی جھگڑا چل پڑتا ہے' سب مرنے والوں کی زندگی پہ بحث کرتے رہتے ہیں اور انکار کرنے والا کہتا ہے کہ اس کا جسم حرکت نہیں کرتا' جسم بے حس ہو گیا' کھانا نہیں کھاتا' پھر اس میں کیسی حیات ہے۔ یہی بات پوچھی جا سکتی ہے کہ کیسا اسلام ہے۔ صرف دعوے والا اسلام کیسا ہے؟ اسلام عقیدے اور عمل دو چیزوں سے بنتا ہے۔ عمل بغیر عقیدے کے غیر مقبول ہے۔ جس طرح جسم بغیر روح کے زندہ نہیں ہوتا چونکہ بغیر عقیدے کے جو عمل بھی کوئی کرے گا اپنی پسند سے کرے گا اللہ کی اطاعت سے نہیں کرے گا۔ اللہ کو تو مانتا ہی نہیں تو پھر نیکی تو ہے اللہ کی اطاعت کا نام۔ پھر نیکی تو نہ بنی۔ اگر ہم عقیدے سے چمٹے بھی رہیں چھوڑ دینے سے کروڑ درجہ بہتر ہے اللہ ہمیں اس کے ساتھ چمٹائے رکھے لیکن بغیر عمل کے چمٹا رہنا جو ہے اس سے اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرنا بھی اتنا آسان نہیں ہے۔ جب عرصہ محشر میں اور جب تاریخ عالم میں' آپ محشر کو تو چھوڑیے ہمارے سامنے ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک بات کی خبر دی ہے یہ الگ بات ہے کہ ہم آنکھیں بند کیے ہوئے ہیں ایک روز کسی جاہل نے کہا تھا مجھ سے کہ بھئی یہ آخرت کو کون دیکھ کر آیا ہے تو میں نے اسے کہا کہ تم بڑے سادہ ہو اگر تم سارے لوگ چلے جاؤ اور دیکھ کر آجاؤ تو تم اس طرح صحیح نہیں بتا سکتے جس طرح درست اور صحیح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا ہے تمہارے دیکھ کر آ جانے سے یا یہ جو تمہارے آباؤ اجداد سارے مر گئے دوبارہ زندہ ہو جائیں تو وہ تفصیل اس صحیح انداز سے نہیں بتا سکتے جس طرح سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دی ہے یہ الگ بات ہے کہ تمہارا ماننے کو جی نہ چاہے یعنی آخرت چھپی ہوئی نہیں ہے اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سچا ہے تو پھر ساری بات سامنے ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کی' حشر کی' انصاف کی' عدل کی اور جنت و دوزخ تک کی ایک ایک بات اور ایک ایک حال بتا دیا ہیں اور آپ خود کو اس حال میں فٹ کر کے دیکھ سکتے ہیں کہ میں کدھر جا رہا ہوں لیکن اگر کوئی اتنی باریکی تک نہیں بھی جا سکتا تو دنیا تو کم از کم سامنے ہے نا۔

تو دنیا میں جب ہمارا سکون بھی غارت ہے ہماری عزت کی بھی کوئی ضمانت نہیں' ہمارے مال کی بھی کوئی ضمانت نہیں' حکومتیں ہیں ملک ہیں ہمارے پاس ریاستیں ہیں' سلطنتیں ہیں' لیکن نہ مال کی ضمانت ہے' نہ جان کی' نہ عزت کی' تو ہماری مسلمانی میں اور کافر کے کفر پر مرتب ہونے والے اثرات میں کیا فرق رہا۔

پچھلے دنوں ایک بیان تھا امریکی صدر کا' بڑا فخر ہے انہیں خلیج کی جنگ پر اور انہیں ہونا چاہیے۔ چونکہ خلیج میں انہوں نے کسی ایک ملک' کسی ایک قوم یا کسی ایک سلطنت کو نہیں لتاڑا انہوں نے من حیث القوم مسلمان قوم کی غیرت کا بھرکس نکال دیا اس بات پر بجا طور پر انہیں فخر ہونا چاہیے کہ انہوں نے پورے عالم اسلام کی غیرت ایمانی کو مسل کر رکھ دیا اور مسلمانوں میں اف تک کرنے کی ہمت نہیں رہی تو انہیں اس بات پہ بڑا فخر ہے لیکن ایک بات

اس نے بڑے پتے کی کہی، وہ کہتا ہے کہ عین گھمسان کی لڑائی میں، خلیج میں امریکہ کے گئے ہوئے سپاہی امریکہ کی گلیوں کی نسبت زیادہ محفوظ تھے اور ہمارے سپاہی جنگ میں نہیں مارے گئے۔ لیکن امریکہ کی گلیوں میں---- ان کے ملک میں نہ کسی کی جان محفوظ ہے، نہ آبرو محفوظ ہے، نہ مال محفوظ ہے اور یہ کبھی ہو نہیں سکتا کہ کافر کو یہ حفاظت دنیا میں نصیب ہو یہ قانون قدرت کے خلاف ہے یعنی ایسا ہی ہونا چاہیے یہ صرف امریکہ میں نہیں سارے کافر معاشرے میں، اسے خواہ آپ جاپان میں دیکھیں یا یورپ میں دیکھیں امریکہ میں دیکھیں یا افریقہ میں دیکھیں سارے کافر معاشرے کا یہی حال ہے کہ حکومت کمزور ہے یا طاقتور ہے نہ کسی کی عزت ہے، نہ کسی کی جان محفوظ ہے، نہ کسی کا مال محفوظ ہے۔

تو اگر یہی حال ہمارے معاشرے میں بھی ہے تو ہماری مسلمانی اور ان کے کفر میں فاصلہ کتنا ہے یعنی سوال یہ ہے کہ ایک تو ہمارا دعویٰ ہے اس سے آپ الگ ہو کر عملی زندگی میں ان نتائج کو دیکھیں جو قدرت لگا رہی ہے، ان پھلوں کو دیکھیں ایک درخت پر وہی پھل لگتا ہے جسے آپ آم کہتے ہیں۔ دوسرے پر وہی پھل لگتا ہے اسے آپ کیکر کہتے ہیں۔ کیسے کہہ سکتے ہیں۔ اب پتے وہی ہیں، پھول وہی ہیں، آثار وہی ہیں، پھل وہی ہے، ذائقہ وہی ہے، تو یہ دونوں کیکر ہیں یا دونوں آم ہیں۔ اگر حالات وہاں بھی یہی ہیں اور حالات یہاں بھی وہی ہیں تو پھر یا دونوں کافر ہیں یا پھر دونوں مسلمان ہیں۔ تو یہ کافر کو دنیا میں مسلمان ثابت کرنا مشکل ہے۔ تو ثابت تو یہی ہو گا کہ ہم نام کے مسلمان ہیں اسلام ہم میں سے نکل گیا ہے یہ ثابت کرنا آسان نہیں ہو گا کہ یہ سارے کفر سمیت مسلمان ہیں۔ چونکہ یہ پھل کفر کے ہیں یہ پھل اسلام کا نہیں ہے یہ ثمرات جو ظاہر ہو رہے ہیں یہ کیکر کے پھل ہیں یہ آم کے پھل نہیں ہیں تو یہ اللہ کی طرف سے عذاب ہوتا ہے یہ آپ قانون بنا کر نہیں روک سکتے۔ یہ آپ لوگوں سے اسلحہ واپس لے کر نہیں روک سکتے۔ آپ مارشل لاء لگا کر نہیں روک سکتے آپ نے مارشل لاء لگا کر دیکھ لئے۔ آپ نے حکومتیں بدل کر دیکھ لیں، آپ کہتے تھے بے نظیر کی حکومت میں ظلم ہوتا ہے، اب شریف صاحب آ گئے تو بھی وہی ظلم ہے، وہی جور و جبر ہے، وہی ستم ہے، کیا کمی آئی ہے۔ ریلیں بھی لٹتی ہیں، بسیں بھی لٹتی ہیں، کاریں بھی لوٹی جاتی ہیں، غریب بھی لٹتے ہیں، امیر بھی لٹتے ہیں، عزتیں بھی لٹتی ہیں، مال بھی لٹتا ہے، سر بھی کٹتے ہیں، گھر بھی جلتے ہیں، کیا فرق پڑا حکومت بھی بدل دینے سے کچھ نہیں ہوا۔ شاید ہمارے بدلنے سے کچھ ہو جائے شاید نہیں یقیناً اگر ہم بدلیں مسلمان بدلیں اور بحیثیت مسلمان ہم اپنے آپ کو اس قوم سے نکالیں۔

ان نتبع الهدى معك نتخطف من ارضنا ہم اس قوم سے نکلیں۔ اگر ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی تو ہم زندہ نہیں رہ سکیں گے۔ ہمیں سود سے ادھار کوئی نہیں دے گا ہماری معیشت تباہ ہو جائے گی۔ ہمارا عدالتی نظام نہیں چل سکے گا۔ یہ سارے بہانے ہیں۔ پچاس سال سے اس آزاد سلطنت پر، اللہ کی دی ہوئی نعمت پر، اس بہانے سے لوگ عیش کر رہے ہیں کہ جی اسلام نافذ کیا جائے یہ ہو نہیں سکتا۔ حالات صحیح نہیں ہیں۔ معاشرہ صحیح نہیں ہے۔ ماحول صحیح نہیں ہے۔ یہ سب بدمعاشیاں ہیں۔ حالات معاشرہ اور ماحول کسے سے زیادہ بگڑ گیا؟

کے میں بھی جس نے کلمہ پڑھا اس پر اسلام نافذ ہو گیا۔ اہل مکہ نے مانا، نہ مانا، کلمہ پڑھنے والے پر سارے کا سارا نافذ ہو گیا اس نے اپنا عمل اسلام، اسلام کے حکم سے باہر نہیں نکلنے دیا تو دنیا میں تو کوئی جیسے تیسے گذر ہو رہی ہے چوری ڈاکے ہوتے ہیں تو بھی گذر ہو رہی ہے کچھ لوگ مرتے ہیں کچھ بچ جاتے ہیں کچھ گھر اجڑتے ہیں کچھ بچ جاتے ہیں کچھ جلتے ہیں کچھ نہیں جلتے لیکن آخرت میں کیا ہو گا آخرت میں تو ایک بھی نہیں مرے گا وہاں تو سب کو جواب دینا ہو گا آخرت میں تو ایک بھی نہیں اجڑے گا سب کو جواب دینا ہو گا بچے بوڑھے جوان عورتیں مرد سارے گھر کا گھر خاندان کا خاندان قوم کی قوم اللہ کے حضور کھڑی ہو گی تو وہاں کیا راستہ نکلے گا اگر اس کا کوئی جواب نہیں ہے تو یہ ہماری مجبوری ہے کہ ہم واپس اپنے مقام پر آئیں اس خوف کو دل سے نکالیں کہ میں اسلام پر عمل کروں گا تو میں زندہ نہیں رہ سکوں گا زندہ رہنا ہمارا مقصد نہیں ہے ہمارا مقصد اسلام پر عمل کرنا ہے اسلام کو چھوڑ کر زندہ رہنا مسلمان کا مقصد نہیں ہے زندگی کو چھوڑ کر اسلام کو قائم رکھنا مسلمان کا مقصد ہے یعنی زندگی چھوڑی جا سکتی ہے اسلام نہیں۔ تو میرے بھائی جب تک ہم اپنے معاشرے اپنے ماحول اپنے عمل اپنے کردار میں عملی طور پر اسلام کو نہیں سموئیں گے تو محض دعوئی ایمان پر وہ پھل نہیں لگیں گے چونکہ اسلام ایمان و عمل دو چیزوں کا نام ہے اور جب تک یہ خوف رہے گا اتنا خوف ان منافقین کو نہیں تھا جتنا آج کے منافق کو یہودی معاشرت اور مغرب سے خوف ہے ارے آپ دیکھتے نہیں کونسا آج کا مسلمان ہے جو مغربی کافروں جیسی شکل بنا کر نہیں رہنا چاہتا مسلمانوں جیسی شکل بنا کر رہنے کو یہ توہین سمجھتے ہیں کافروں جیسی شکل بنا کر اپنے آپ کو مہذب سمجھتے ہیں کافروں جیسا لباس پہن کر اپنے آپ کو مہذب سمجھتے ہیں اسلامی لباس میں اپنی توہین سمجھتے ہیں کافروں کی طرح کافروں کی عادات اپنا کر خود کو مہذب سمجھتے ہیں تو معیشت کب چھوڑیں گے اور نظام عدالت کب کافروں سے الگ کریں گے یعنی جو اپنا حلیہ الگ نہیں کر سکتے ذرہ یار دیکھو تو سہی جو اپنا چہرہ کافروں سے الگ نہیں کر سکتے اپنا لباس الگ نہیں کر سکتے ان سے کیا امید رکھی جا سکتی ہے کہ وہ معاشی نظام الگ کرلیں گے، کافروں سے، یہ تو کافروں کے پجاری ہیں کافروں سے ڈرنا اور بات ہے کافروں کی پوجا کرنا اور بات ہے۔ پوجا یہی ہوتی ہے نا کہ اگلے کی خوشی کے لیے محنت کی جائے تو اگر کوئی انہیں خوش کرنے کے لیے اپنی زندگی، اپنی معاشرت، اپنا معاشی نظام، اپنا سارا دین اور اپنا سارا مذہب قربان کر دیتا ہے تو پھر اس سے بڑی منافقت کیا ہو گی اس کے باوجود یہ امید رکھتے ہیں کہ جو فرشتے بدر میں مدد کے لیے آئے تھے وہ ہماری مدد کو آئیں اور ہمیں کوزے بھر بھر کر دیں کتنی عجیب بات ہے لوگوں کی تو بچت تو ہو جائے گی لیکن میں بھی آپ بھی ہم سب اس میں برابر کے شریک ہیں بچ وہی سکے گا خواہ وہ پیر ہے یا مرید وہ شیخ ہے یا اس کا طالب وہ استاد ہے یا شاگرد وہ حکمران ہے یا اس کا ماتحت بچ وہی سکے گا جو خلوص سے ساری زندگی عملاً اسلام کو اپنا لے گا اگر اپنا نہ سکا تو اسی تڑپ میں جیتا رہے گا اور جہاں تک ممکن ہو اسلام ہی پر عمل کرے گا لباس میں ہو وہ حلیے میں ہو وہ شکل میں ہو وہ کھانے میں ہو یا کمانے میں ہو دوستی اور دشمنی میں ہو یا کاروبار میں ہو جہاں تک ممکن ہو

اس کے بس میں ہو وہاں تک اسلام پر عمل کرے جو اس کے بس میں نہیں ہے۔اللہ اس پر گرفت نہیں فرمائے گا۔

لیکن اگر ہم اس بات پہ جی رہے ہیں کہ ہم کافروں جیسے نہیں بنیں گے روزانہ اخبار میں آتے ہیں فوٹو میں بھی دیکھتا ہوں۔ ہندوستان سے وفد آگیا' یورپ کا وفد آگیا' اس کے ساتھ پاکستان کے حکمران بیٹھے ہوتے ہیں۔ کبھی ہندوؤں' عیسائیوں مسلمانوں' یہودیوں میں آپ کو کوئی فرق نظر آیا۔ فوٹو دیکھ کر اگر آپ جانتے نہ ہوں تو بتا سکتے ہیں کہ ان میں مسلمان کون ہے یہودی کون ہے عیسائی کون ہے اور ہندو کون ہے۔ تو پھر اس سے کس بھلائی کی توقع رکھتے ہو۔

اسلام نے تو وہ شناخت دی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک صحابی ساری دنیا کی بھیڑ میں ملا دیتے تو الگ نظر آتا اس کا بانکپن ہی الگ ہوتا بات کرنے کا انداز الگ ہوتا اٹھنے بیٹھنے کا انداز الگ ہوتا مسلمان تو روبوٹ کی طرح نظر آتا ہے اور مسلمان وہ ہے جو روبوٹ بن جاتا ہے اس کا کنٹرول کہیں الگ ہوتا ہے آدمی اس سے بات کرکے پتھر پہ سر مارتا ہے نہ وہ خریدا جا سکتا ہے نہ اسے ڈرایا جا سکتا ہے نہ اسے لالچ دیا جا سکتا ہے اس سے بات کرو جیسے روبوٹ سے بات کریں جس نے اسے فیڈ کیا ہے نا اس نے اس کے ذہن میں وہ بات بھر دی ہے وہ اسی بات پہ قائم ہے۔روبوٹ کو دیکھا ہے آپ نے جو بات آپ اسے فیڈ کر دیں گے وہ وہی بات دہراتا رہے گا خواہ اسے کوئی منتیں کرے خواہ اسے کوئی لالچ دے خواہ اس پر کوئی بندوق تانے اسے اس چیز کی غرض نہیں ہوتی جو بات اس میں فیڈ کر دی اس کے مالک نے اسے دہراتا رہے۔ مسلمان تو روبوٹ ہے اللہ کا' اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ ہو جائے وہ بات کرتا رہے گا۔ جو اسے اللہ نے فرمایا اس میں جینا مرنا اس میں نفع و نقصان گرمی سردی سے اسے کوئی سروکار نہیں روبوٹ کو کیا ضرورت ہے ان چیزوں کی اور جو روبوٹ نہیں بن سکتا اس نے اسلام قبول ہی نہیں کیا اسلام نام ہی اپنا اختیار چھوڑ کر اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار کو ماننے کا ہے۔

تو میرے بھائی اب ذلت کی ایک حد ہوتی ہے مجھے اللہ کریم سے خوف آتا ہے میں پشین گوئیاں نہیں کرتا آپ نے اتنے عرصے میں بہت کم دیکھا ہو گا میں نے کبھی کسی موضوع پر ایسی بات کی ہو۔ مگر اس موضوع پر میں بڑا علی الاعلان کہہ رہا ہوں الحمد اللہ ہم چاہیں یا نہ چاہیں یہودی غلبہ اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہے انشاء اللہ اس کا زوال شروع ہو جائے گا یہ تباہ ہوں گے یہ معاشرہ تباہ ہو گا یہ سسٹم تباہ ہو گا یہودی معیشت تباہ ہو گی یہ قسمت کی بات ہے کہ ہم میں سے کون اس میں حصہ لیتا ہے کون اس سعادت سے محروم رہتا ہے۔ یہ میرے اور آپ کے کرنے سے نہیں ہو گا۔ یہ قانون قدرت سے ہو گا تو یہ جو سوچ رہے ہیں نا نیو ورلڈ آرڈر کی کہ دنیا پہ ہم نیا نظام نافذ کریں گے اور پوری دنیا ہمارے تابع ہو جائے گی یہی نیو ورلڈ آرڈر ان کی تباہی کی بنیادی اینٹ ہے نظام قدرت میں وقت اس کے اندازوں سے لگتا ہے ہمارے اندازوں سے نہیں۔ اللہ جانے یہ کتنا وقت لے گا ہم دیکھیں گے یا نہ دیکھیں گے۔ دعا تو کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں یہ دیکھنا نصیب کرے۔ لیکن یہ انشاء اللہ اب سے تباہی کی طرف گامزن ہوں گے یہ قانون

فطرت ہے۔

تلک الایام نداولھا بین الناس۔ یہ پہیئے کی طرح ایک چکر ہے جو اوپر پہنچ جاتا ہے انتہا کو پھر وہ نیچے کی طرف سفر شروع کر دیتا ہے یہ قانون ہے فطرت کا کہ اگر یہودی معیشت یہودی اقتدار اب آپ دیکھیں دنیا پہ یہودی حکومت ہے روس کے ایک سو بائیس میں ایک سو سترہ ارکان یہودی ہیں گورنرنگ باڈی میں امریکہ پر یہودیوں کی حکومت ہے روئے زمین پر معاشی اور یہ سودی نظام یہودیوں کا پھیلایا ہوا ہے روئے زمین کی عدالتی نظام کو یہودیوں نے قبضے میں کر رکھا ہے روئے زمین پر چھپنے والے سارے اخبار وہ چھاپتے ہیں جو یہودی چھپوانا چاہتا ہے۔

اب یہ جو نیو ورلڈ آرڈر متعارف کر رہے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ پوری دنیا' پورے طور پر یہودیوں کی غلامی قبول کر لے اور ہر شخص کے ذہن میں یہ بات بیٹھ جائے کہ ہم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور جو یہ کہتے ہیں بلا چون و چرا اس کی تعمیل کرتے جاؤ یہ اس نیو ورلڈ آرڈر کا مفہوم ہے اور یہ ان کے نکتہ عروج کی انتہا ہے۔ انشاء اللہ یہاں سے زوال شروع ہو گا اور یہی ان کی تباہی کا سبب بنے گا ہمارے یہ نصیب کی بات ہے کہ اگر ہم اپنی عملی زندگی میں اسلام کو نافذ کر کے عملاً اس میں حصہ لیتے ہیں ہمارا اسلام کو عملی طور پر اپنانا ان پر ایک گولہ پھینکنے کے برابر ہے طاقت تو دوسری کسی طرف سے ابھرے گی جو انہیں تباہ کرے گی نا۔ اللہ نے زمین پر فرشتے نہیں بسانے جو ان کو تباہ کر کے' یہاں گھر بنا کر' شادیاں کر کے آباد ہو جائیں گے۔ ایسا نہیں ہو گا۔ انسانوں ہی میں سے کچھ انسانوں کو منتخب فرمائے گا جو اس سب کا تیا پانچہ کر دیں گے۔ اس میں کون شامل ہوتا ہے یہ قسمت کے ساتھ ہمارے فیصلے کا دخل بھی ہے کہ ہم کیا اس میں شامل ہونا چاہتے ہیں یہ تو اللہ نے فرما دیا میں پکڑ کر نہیں لے جاؤں گا۔ جو جانا چاہے گا اسے ساتھ رکھوں گا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی منع فرما دیا کہ آپ بھی یہ خیال نہ فرمایئے کہ گردنوں سے پکڑ کر لوگوں کو جہاد پر لے جائیں گے ایسا نہیں ہو گا جو جانا چاہے گا اسی کو ساتھ لے جایئے یہ فیصلہ ہمارا ہے کہ اس وقت بھی کیا ہم پہ وہی یہودیت کا رعب' یہودیت کا خوف طاری رہے گا یا ہم خود کو کم از کم اپنے دائرے عمل تک آزاد کریں اپنا ایک نظام بنائیں اپنا ایک طریقہ حیات بنائیں اور اسلام کے مطابق اپنی زندگیاں بسر کرنا شروع کریں اگر ہم ایسا کر گذریں اور اللہ ہمیں اس کی توفیق دے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ ہمیں سے ابتدا ہو گی اور ہمیں وہ لوگ ہوں گے جنہیں نہ صرف اللہ کے نزدیک سربلندی نصیب ہو گی بلکہ تاریخ بھی مدتوں یاد رکھے گی کہ کچھ لوگوں نے اس کی تباہی کی طرف کدال اٹھائی تھی اور بالآخر یہ ظلم کا بہت بڑا مینار مسمار ہو کے رہا ہمیں ذرہ دیر سے ہوش آتی ہے۔

روس نے ایک روز میں کابل پر قبضہ نہیں کیا نصف صدی لگی روس کو کابل پر اپنی فوج بھیجنے میں انہوں نے اپنی مصنوعات وہاں بھیجنا شروع کیں اپنے مشیر حکومت کو دیے ان کے معاشی نظام میں مداخلت کی ان کے تعلیمی نظام میں اپنے ماہر بھیجے ان کے سیاسی نظام میں اپنے مشیر بھیجے بادشاہ سلامت کے ساتھ لین دین رکھا اور وہاں سے طالب علموں کو روس لے جا کر پڑھانا شروع کیا اپنی ٹیکنالوجی وہاں

متعارف کروائی اس طرح رفتہ رفتہ پچاس سال کی محنت کے بعد کابل پر قابض ہو گیا الحمد اللہ مسلمانوں نے مزاحمت کی اس کے دانت کھٹے بھی کیے توڑ دیے اسے تباہ کر دیا اللہ نے لیکن یہ سر فروش پچاس سال بعد جاگ کر میدان میں آئے اگر یہ پہلے دن سے اس روسی اثر کی مخالفت کرتے تو یہ کروڑوں لوگوں کا خون جو چٹانوں پہ بہہ گیا شاید اللہ اسے بچا لیتے یہ کروڑوں عزتیں جو لوٹی گئیں مسلمان خواتین کی بے حرمتی ہوئی اور شہروں کے شہر جو اجڑ گئے شاید اس ساری تباہی سے یہ لوگ بچ جاتے اگر بروقت انہیں ہوش آ جاتی جب روس کا اثر و نفوذ شروع ہوا تھا اس وقت اس کا ہاتھ پکڑ لیتے تو کتنا اچھا ہوتا۔ ہندوستان پر انگریزوں نے کلکتے میں بادشاہ سے اجازت لے کر تجارتی کوٹھیاں بنائیں اور بڑھتے بڑھتے جب دہلی پر قبضہ کر چکے تو لوگوں کو جنگ آزادی یاد آئی۔ اندازہ کیجئے کہ کہاں سے بات چلی ایک تاجر' ایک دکاندار کے روپ میں آئے اور ہندوستان جیسی سلطنت کا آخری قلعہ مسمار ہو گیا دہلی پر وہ قابض ہو گئے جنگ آزادی یاد آئی الحمد اللہ جنگ آزادی اچھی بات تھی اللہ ان کی قربانیاں قبول فرمائے لیکن اسی وقت وہ آزادی نہ مل گئی ۱۸۵۷ء سے لڑتے ہوئے ۱۹۵۷ء آ گیا سو سال لڑنا پڑا لیکن یہ جنگ اور یہ آزادی کی لہر اگر اس وقت اٹھتی جب کوٹھیاں تعمیر کر رہے تھے مسلمان کھڑے ہو جاتے یہاں کافر کو اختیار دینے کا اس کا کوئی جواز نہیں ہم قبول نہیں کرتے تو شاید اس سو سال میں جتنے لوگ تہہ تیغ ہوئے جتنے گھر اجڑے جتنی یہ بربادیاں ہوئیں یہ نہ ہوتیں۔ جاگ تو جاتا ہے بالآخر مسلمان لیکن جاگتے جاگتے صدیاں لے جاتا ہے۔

اب میرے خیال میں ہم بہت زیادہ وقت لے چکے ہیں اب اس سے بڑی بات کیا ہو گی کہ امریکہ کے یہودی' امریکہ کا کمانڈر انچیف یہودی تھا اور یہودی ہے' اور فوج میں ساٹھ فیصد سے زیادہ یہودی تھے چالیس فیصد عورتیں تھیں ساری بدمعاشی کی گئی شراب پی گئی زنا کیے گئے فحاشی کی گئی مسلمانوں کو تباہ کیا گیا اور یہ سب کچھ عرب کی سرزمین پر بیٹھ کر یہودیوں نے کیا اور سارے مسلمان حکومتیں مبارک دیتی ہیں امریکہ کو' اس سے زیادہ بے غیرتی کا کوئی تصور ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرماتے ہوئے جو وصیتیں فرمائی تھیں ان میں ایک وصیت یہ بھی تھی کہ یہودی کو سرزمین عرب پہ نہ رہنے دینا۔ سارے کافروں کے لیے صرف حد حرم حرام ہے حرم میں داخل نہیں ہو سکتے۔ یہودی کے لیے سارا جزیرہ نمائے عرب حرام ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی حکم کے پیش نظر جزیرہ نمائے عرب سے خلفائے راشدین نے یہودیوں کو نکال دیا تھا عرب کے پورے جزیرہ نما پر یہودی قدم نہیں رکھ سکتے اسی یہودی نے یہاں عیش کی اور عیش کر رہا ہے لیکن بحیثیت مسلمان کے' کسی مسلمان حکومت کو اس پر اعتراض ہے؟ مخالفت کرنا' منع کرنا اور روکنا تو دور کی بات ہے خوشامد کرنے کو پھرتے ہیں کہ جی ہم پر راضی رہو ہم پر خوش رہو ہم سے خفا نہ ہو جانا تو یہ ذلت کی انتہا ہے۔ اب یہاں سے واپسی شروع ہو گی اللہ اپنے دین کو رسوا نہیں کرے گا جو لوگ رسوائی قبول کر لیتے ہیں اللہ ان سے دین ضبط کر لیتا ہے اور دوسرے غیرت مندوں کو دے دیتا ہے۔

فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ اور کوئی ایسی قوم لے آتا ہے جو اسے محبوب ہوتی ہے اپنے بندوں میں سے اور بندے پیدا کر دیتا ہے جو اس کا کام کرتے ہیں۔ اللہ کریم ہے کہ مسلمانوں نے یہی طرز تغافل اپنایا ساری مسلمان سلطنتیں تباہ ہو گئیں۔ مڈل ایسٹ کی اور جن تاتاریوں' ظالموں نے انہیں تباہ کیا' ان کو اسلام عطا کر دیا۔ وہ مسلمان ہو گئے اور اسلام پھر سے سربلند ہو گیا۔

پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

جو صدیوں سے مسلمانی کے دعوے دار تھے وہ تہہ تیغ ہو گئے اور جو کافروں کی گود میں پلے تھے اللہ نے ان کو نور ایمان سے سرفراز فرما دیا۔ کیوں؟ انہیں اسلام چاہیے نہیں تھا یہ کافروں کے دامن میں پناہ لیتے تھے اللہ نے کافروں کو اسلام دے دیا لیکن کافروں کے دامن میں پناہ لینے والوں کو اللہ نے زمین پر پناہ نہیں دی تو ہمیں بھی اپنے اس رویے پر نظرثانی کرنا ہو گی یہ سیاست کہہ کر تھومت کرو یہ نری سیاست نہیں ہے یہ دین ہے اور اس پر دین کا مدار ہے ہماری دینی زندگی کا مدار ہے ہمارا یہ فریضہ ہے ہم کم از کم اس سلطنت خدا داد کو اسلامی ریاست بنائیں اسلام کے قانون پر عمل کریں اور اسلام کو عملی طور پر اس زمین میں نافذ و رائج کریں شاید اللہ کریم یہ سعادت ہمارے حصے میں کر دے اور اس ملک سے یہ قوت شروع ہو کر تمام کافرانہ اور ظالمانہ نظاموں کو تباہ کرنے کا سبب بن جائے۔

(وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین)

○

بقیہ ۹۔ عورت کی عظمت

چین اور بے قرار ہو وہ دوسرے کے لیے وجہ سکون کیسے بن سکتا ہے ظاہر ہے کہ عورت مرد کی رفاقت ہے پہلے سکون ملتا ہے پھر وہ اس کی لیے وجہ سکون بنتی ہے معلوم ہوا کہ ازدواج یا نکاح کا بنیادی مقصد یہ قرار دیا کہ سکون سے زندگی گذار سکے پھر یہ معلوم ہوا کہ مقصد تخلیق کے لحاظ سے عورت کی عظمت اسی میں ہے کہ وہ وجہ سکون بنے اگر یہ نہ ہو تو پر سکون معاشرہ اور پر امن سوسائٹی وجود میں نہیں آ سکتی یہ جو دنیا میں انسان کو کہیں سکون کا سانس لینا نصیب نہیں ہوتا اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ عورت وجہ سکون نہیں رہی۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس نے قانون فطرت سے بغاوت کی اور مسلمان عورت اگر وجہ سکون نہیں تو صرف اس لئے کہ اس نے نبی رحمتؐ سے بے وفائی کی۔

چار آدمی ایسے ہیں جو ہر وقت غضب الٰہی کی زد میں رہتے ہیں

(ا) وہ مرد جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔
(۲) وہ عورتیں جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔
(۳) ایسا شخص جو چوپایہ سے غیر فطری حرکت کرتا ہے۔
(۴) وہ مرد جو مرد سے قضائے شہوت کرتا ہے۔

سوال آپ کا جواب شیخ المکرم کا

سوال :۔ یہ پہلا سوال ہے کہ ارتکاز توجہ خیالات کی یکسوئی یا Power of Concentration کا تعلق دماغ سے ہے یا دل سے۔

دوسرا سوال اسی کا حصہ ہے خیال یا توجہ کی کمی یا کمزوری سے مراقبات یا مشاہدات پر جو اثر پڑتا ہے وہ کمزوری کیسے دور کی جائے۔

جواب :۔ میرے بھائی! یہ جو پانچ حصے ہیں حواس خمسہ جنہیں کہتے ہیں چھونے کی بولنے کی چکھنے کی سونگھنے کی دیکھنے سننے کی اسی طرح سوچنے کی ایک صلاحیت بھی ہے اور یہ ساری صلاحیتیں جو کچھ محسوس کرتی ہیں اس کا اثر براہ راست دل پر مرتب ہوتا ہے آنکھ اگر کوئی خوبصورت چیز یا اچھا پھول یا اچھی تصویر یا اچھے گھر کو بھی دیکھتی ہے تو اس سے دل بھی خوش ہوتا ہے کوئی برائی دیکھتی ہے تو اس کی دل کو تکلیف ہوتی ہے کان اچھی بری آواز سنتا ہے اس کا اثر دل پر ہوتا ہے زبان سے اچھے برے الفاظ نکلیں تو دل پر اثر مرتب ہوتا ہے اسی طرح دماغ کی سوچیں بھی دل کو متاثر کرتی ہیں تو یہ جو ذکر کے وقت کہا جاتا ہے کہ آنکھ بھی بند ہو زبان بھی بند ہو اور سوچ بھی جو ہے وہ اس پر مرتکز کر دی جائے کہ اللہ ہو ہو رہا ہے یا اس کے ساتھ تھوڑی سی جسم کو حرکت بھی دینا شروع کر دیں تو یہ سارے وہ حیلے حوالے ہیں کہ یہ جو خارجی اثرات ہیں دل پر کم سے کم مرتب ہوں اور وہ جو توجہ ہو رہی ہے ذکر کی قلب کرے گا جب یہ خارجی اثرات اس پر آئیں گے اور اس طرف متوجہ ہو گا تو وہ اس طرف سے اس کا رابطہ کم ہو جائے گا اس طرف متوجہ ہو گا تو اس طرف سے کٹ جائے گا چونکہ جب ذکر میں یکسوئی نصیب ہوتی ہے تو سمجھ نہیں آتی کتنی دیر گذر گئی ہے باہر گرمی ہے یا سردی یا کیا ہو رہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس طرف جب متوجہ ہوتا ہے تو ادھر سے بے خبر ہو جاتا ہے اور جب ادھر کی خبر اسے پہنچنے لگتی ہے تو پھر ادھر سے اس کی توجہ کم ہو جاتی ہے تو یہ اس کی ضرورت صرف اس لیے ہے جو کچھ ٹیلی پیتھی میں یوگا میں ہندوؤں کی عبادتوں کا مجاہدوں کا جو حاصل ہے وہ ایک طرح ذہنی ورزشیں ہیں ارتکاز توجہ دراصل ان کا شعبہ ہے اس لیے کہ وہ جو کچھ کرتے یا سوچتے ہیں یہ اس Power of Concentration یا ارتکاز توجہ سے کرتے ہیں وہ یہ ہوتا ہے کہ آپ پوری دماغی صلاحیت کو ایک نقطے پر مرتکز کر

کے دیکھتے رہیں دیکھتے رہیں پانچ منٹ دیکھیں دس منٹ پندرہ منٹ پھر آدھا گھنٹہ پھر موم بتی رکھ دی پھر اس پر لالٹین رکھ دی ان کا جو بہت بڑا ماہر ہوتا ہے وہ سورج کو گھنٹوں دیکھ سکتا ہے وہ پریکٹس کر کے اس کے لیے یہ ہوتا ہے کہ وہ ساری دماغی صلاحیت ایک جگہ جمع ہو جاتی ہے تو جو کچھ وہ آدمی دوسرے پر اپنی دماغی قوت کا القا کر کے سوچتا یہ ہے عمل وہ کرنے لگ جاتا ہے یا اس کے دماغ میں ماضی کے یا آئندہ کے منصوبے ہیں تو یہ اس کے دماغ کو Suck کر لیتا ہے لیکن یہ سب کچھ اس ارتکاز توجہ سے یہ ہوتا ہے وہ اتنا ہی ہو سکتا ہے جتنا آپ کسی مشین سے بھی کر سکتے ہیں جیسے آپ ٹیلی ویژن پر بیٹھے ہوئے دنیا کے دوسرے سرے پر گیم ہو رہی ہے وہ دیکھ لیتے ہیں اسی طرح ارتکاز توجہ والا بغیر ٹیلی ویژن کے دیکھ سکتا ہے یہ ممکن ہے۔ آپ ٹیلی فون سے دنیا کے دوسرے سرے کی بات سن سکتے ہیں اور ارتکاز توجہ والا اس طرح بلکہ افریقہ میں ابھی تک ایک قبیلہ ایسا ہے جن میں یہ ارتکاز توجہ عبادت کا درجہ رکھتی ہے اور اس کا مذہب وہی پرانا ہے قبل تاریخ کا تو ان میں ابھی آج بھی ان میں ہے کہ گھر سے جب کوئی نکلتا ہے تو وہ ان کے ساتھ وقت مقرر کر جاتا ہے کہ اس وقت میں تم سے رابطہ کروں گا تو اس وقت وہ بھی متوجہ ہوتا ہے اس کی بیوی اس کا بیٹا اس کا بھائی ماں یا باپ اور وہ بھی خواہ وہ سو میل دور ہو تو وہ ایک دوسرے کی طرف توجہ کرتے ہیں تو وہ بات کر لیتے ہیں لیکن یہ سارا کچھ ممکن ہے جو مادی قوت سے بھی کیا جا سکتا ہے وہی اس سے بھی ہو سکتا ہے کیونکہ عقل مادی ہے ارتکاز توجہ سے برزخ کا مشاہدہ یا ملائکہ کا یا بالائے آسمان کا یا تجلیات باری کا یہ ممکن نہیں۔

ہمارے ہاں جو توجہ یا یکسوئی ہے وہ صرف اس لیے ہے کہ دل پر یہ جو حواس ہیں ان کی جو Disturbance یا ان کی وجہ سے دل پر جو ان کی مداخلت کی وجہ سے جو آتی ہے کمی وہ نہیں آنی چاہیے ہمارا اصل معاملہ دل کے ساتھ ہے لیکن یہ اگر اس میں توجہ میں یکسوئی نہ آئے دماغ سوچتا کچھ اور شروع کر دے یا آپ آنکھ کھول کر کسی اور کو دیکھنا شروع کر دیں کان سے کوئی گانا سننا شروع کر دیں تو یہ دل کی اس حالت کو ڈسٹرب کرتا ہے دل ہمارا وہ اخذ نہیں کرتا ہمیں اس کی صرف اتنی ضرورت ہوتی ہے کہ یہ ہمارے معاملے میں ٹانگ نہ اڑائے۔ تو جہاں تک تعلق ہے کہ یہ ہوتا ہے تو اس کو کیسے دور کیا جائے آپ سونے کو لیٹے ہیں اس کا سب سے اچھا علاج جو ہے وہ کثرت مراقبہ ہے ذکر کے بعد طویل مراقبہ کیا جائے اگر آپ کے مراقبات ثلاثہ ہیں تو اقربیت پر دھیان کر کے سو جائیں اگر صرف لطائف یا رابطہ ہی ہے تو قلب پر توجہ کر کے سو جائیں اس طرف سے انقطاع کر کے بیٹھنے کے لیے کچھ لمحے فرصت مل گئی ہے تو بیٹھ کر مراقبہ کر لیں زیادہ سے زیادہ مراقبہ کرنا دل میں قوت پیدا کرتا چلا جاتا ہے تو وہ اس کی رسائی پر تکڑا ہو جاتا ہے۔

سوال :۔ یہ ساتھی جو ہے اس کا سوال یہ ہے کہ مرکبات سیر کعبہ کے بارے بتائیں؟

جواب :۔ مرکب تو کہتے ہیں مربے کو یا چٹنی یا اچار کو اور یہ جو دکانوں پہ بکتے ہیں تابنے ہوئے مربے چٹنیاں اچار ان کو مرکبات کو کہتے ہیں۔

م رکش والا ک ب اور ت یہ مرکبات ہوتے ہیں چٹنیاں اچار تو ان کے بارے میں تو میں بتانے سے رہا نہ میں بتاتا ہوں نہ دیکھتا ہوں تو اگر آپ مراقبات کے بارے پوچھتے ہیں تو ظاہر ہے آپ کو سیر کعبہ کا مراقبہ ہی نہیں تو آپ کو بتانے کی کیا ضرورت ہے جب ہو گا تو سمجھ آ جائے گی ابھی تو آپ مراقبات اور مرکبات میں پھنسے ہوئے ہیں ابھی چٹنی آچاروں سے نکل کر مراقبات تک پہنچیں گے پھر بات ہو گی تو جسے یہ مراقبہ نصیب ہوتا ہے اسے پھر سمجھ بھی آ جاتی ہے اسے بتا بھی دیا جاتا ہے اور جب ہے نہیں تو پھر پوچھنے کا فائدہ کیا نہ اسے بتانے سے سمجھ آئے گی نہ اسے پوچھنے کی ضرورت ہے دوسروں کے سبق زیر بحث لانے کی بجائے اپنے سبق پر توجہ کیجئے یہی تو کام ہے۔ سالک المجذوبی کے بارے میں بتائیں کہ یہ کیا مرکبات ہیں یہ کوئی مرکبات وغیرہ نہیں ہیں کوئی ان میں سوادی چیز نہیں ہے کہ آپ چٹنی اچار کی طرف کھائیں۔ آپ کو سیر کعبہ نہیں تو سالک المجذوبی کیسے ہو گی تو جہاں تک منازل کے گرنے کا تعلق ہے تو غلطی سے نہیں گرتے یہ بد دیانتی سے گرتے ہیں غلطی میں اور بد دیانتی میں بڑا فاصلہ ہے بد دیانتی یہ ہوتی ہے کہ آدمی عمداً" جانتا ہے کہ یہ غلط ہے مجھے نہیں کرنا چاہیے لیکن وہ پرواہ نہ کرتے ہوئے احکام الٰہی کو چھوڑتے ہوئے یا شیخ سے بد دیانتی کرتے ہوئے سلسلے سے بد دیانتی کرتے ہوئے سلسلے کے کسی ساتھی سے بد دیانتی کسی عام انسان سے بد دیانتی کرتے ہوئے عمداً" وہ کام کرتا ہے ترقی کو اور ہدایت کو غلطی یہ ہوتی ہے کہ آدمی سمجھ رہا ہوتا ہے کہ میں صحیح کر رہا ہوں یا وہ نہیں سمجھ سکتا کہ میں غلطی کر رہا ہوں وہ کر جاتا ہے اسے کہتے ہیں غلطی تو غلطی سے نقصان نہیں ہوتا اس لیے کہ جب آدمی کو پتہ چلے کہ میں غلطی کر رہا ہوں تو وہ اس کی اصلاح کرتا ہے توبہ کرتا ہے اللہ کریم غلطیاں معاف فرماتے ہیں انسان فرشتہ تو نہیں ہے غلطی اس سے ہو سکتی ہے جہاں تک تعلق ہے شکایت کا تو اسے شکایت نہیں کہنا چاہیے یہ ایک قسم کی ثالثی سی بن جاتی ہے۔ کہ اگر آپس میں طے نہیں ہوتا تو اپنے کسی بڑے سے طے کرا لیں گے تو یہ کوئی شکایت نہیں ہوتی شکایت وہ ہوتی ہے جو آدم کسی کے منہ پہ بات نہیں کہہ سکتا وہ اس کی پیٹھ کے پیچھے آ کر کہہ دیتا ہے یہ شکایت ہوتی ہے اور یہ نہیں کرنی چاہیے کوئی بھی ساتھی کسی ساتھی کے بارے بات کرنا چاہتا ہے تو وہ بات کرے کہ جب وہ سامنے بیٹھا ہو تب بھی وہ بات کی جا سکے یہ شکایت نہیں ہے یہ تو ہے اصلاح کی بات اور اگر ہم سمجھتے ہیں کہ جی شیخ سے جا کر بات کہیں لیکن اسے نہیں بتایئے گا کہ میں نے کہا ہے تو یہ دیانت داری کے خلاف ہے یہ بات تو بات کرنے والا جو ہے اس کا نقصان پہلے ہو گا جس کے متعلق کر رہا ہے اس کا تو شاید دیکھی جائے گی کہ بات سچی بھی ہے کہ نہیں۔

===○===○===

سوال :۔ یہ روح کے بارے ارشاد فرمایئے کہ کیا چیز ہے؟

جواب :۔ یہ میں ہزاروں بار ارشاد فرما چکا ہوں اور ہزاروں بار المرشد میں آ چکا ہے کچھ آپ بھی تکلیف کریں پڑھ لیا کریں۔

آپ کو مراقبہ احدیت ہے نہیں تو کیسے سمجھ آئے گی کہ مراقبہ احدیت یا کسی مقام پر روح جسم کو

چھوڑ دیتی ہے اور انسان زندہ کیسے رہتا ہے جیسے سارے جہاں میں روشنی پھیل جاتی ہے اور سورج نہیں پھٹتا اسی طرح انسان بھی زندہ رہتا ہے آپ فکر نہ کریں مریں گے نہیں احدیت پہ چلے جائیں موت اپنے وقت پر آتی ہے موت پر روح کو جسم کو چھوڑنا اس کی ایک الگ کیفیت ہے مراقبات میں روح کا کہیں جانا یہ ایک الگ کیفیت ہے اور شاید آپ روح کو نہیں سمجھ سکتے ایک چھوٹی سی آنکھ کا اگر آپ تجزیہ کریں تو وہ جب ایسے اٹھتی ہے تو آسمان تک دیکھتی ہے تو آنکھ کیا اس سے پھٹ جاتی ہے یا پیچھے سے بند ہو جاتی ہے تو یہ ایک لمحے میں نگاہ چاند سورج تک پہنچ جاتی ہے تو یہ مادی آنکھ ہے اس میں اگر یہ قوت موجود ہے تو روح کی قوت کا ادراک آپ نہیں کر سکتے۔

سوال :۔ یہ جو آپ نے کہا ہے کہ ساتھی ذکر کرانے آتا ہے انہوں نے ایک دفعہ فرمایا کہ مراقبات صرف خیال یا تصور ہے؟

جواب :۔ تو یہ خیال یا جو تصور ہے یہ ہندوؤں کے یوگا میں ہے اسلامی تصوف میں جو مراقبات ہیں یہ حق ہیں اور حقیقت ہیں اس میں تصور کی ضرورت ہی نہیں ہوتی نہ یہ تصور کرایا جاتا ہے کہ تصور کرو مجھے یہ ہو رہا ہے کسی کو کہا گیا ہے آج تک کہ تصور کرو تو پھر تصور کیسے ہے۔

ذکر کے دوران اگر چھینک آ جائے تو چھینک کر پھر ذکر شروع کر دیں۔

سوال :۔ اور جناب چوتھا سوال ہے آپ کا کہ سال ہو گیا ہے لطائف کر رہا ہوں تو آگے کیا کروں۔

جواب :۔ تو یہ تو اللہ کا احسان ہے کہ لطائف تو کم از کم کر ہی رہے ہیں اللہ کا نام تو لے ہی رہے ہیں اور آگے چلنے کے لیے صحبت شیخ اور اخذ فیض شرط ہوتا ہے کچھ محنت بھی شرط ہوتی ہے رزق حلال بھی شرط ہوتا ہے معاشرے میں خرافات سے بچنے کی بھی شرط ہوتی ہے آپ ان ساری چیزوں کی احتیاط کریں اللہ کی عطا تو کم نہیں آگے تو بے شمار دنیا چل رہی ہے آپ بھی چل پڑیں گے۔

جواب :۔ اللہ ھو کا مطلب یا ترجمہ اگر آپ جاننا چاہتے ہیں تو اس کے لیے بھی تھوڑا سا مطالعہ کیجئے المرشد پچھلے منگوا لیجئے ارشاد السالکین پڑھئے حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی تصانیف پڑھئے جو کچھ لکھا جا چکا ہے اسے بار بار دہرانا یہ تھوڑا سا مشکل لگتا ہے اتنا وقت بھی نہیں ہوتا تو آپ احباب بھی تھوڑی سی کم از کم سلسلے کی حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی کتابوں کے مطالعہ کی خو ضرور ڈالیں میں نے دیکھا ہے کہ جو ساتھی مجھے ملنے آتے ہیں میرے کمرے میں اگر اخبار پڑا ہوا ہے میں لکھ رہا ہوں اٹھا کر اخبار پڑھنے لگ جاتا ہے سلسلے کی ساری کتابیں وہاں پڑی ہوتی ہیں کوئی اٹھا کر نہیں پڑھتا حالانکہ یہ اس مسلک تصوف میں قطعا" حرام ہے کہ آپ ملنے شیخ سے گئے وہاں کوئی خرافات پڑی تھی وہ بیٹھ کر دیکھ رہے ہیں تصوف میں یہ قطعا" حرام ہے اور یہ جرم ہے ہم نے عمریں گذاریں اپنے شیخ کے ساتھ اور ہم سارا سارا دن ساری ساری رات سفر میں رہتے تھے ساتھ والے ساتھی سے بات نہیں کرتے تھے جب شیخ کی مجلس میں ہوتے تھے جن لوگوں نے ہمارے ساتھ وقت گذارا ان میں سے کوئی بتا دے کہ ہم نے کبھی کسی سے بول کر پانی بھی مانگا ہو کسی کو یہ بھی بتایا ہو کہ میرے سر میں درد ہے جب

کی شیخ کے پاس بیٹھے ہیں یا شیخ سے بات ہو تی یا شیخ کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے رہیں گے تو آپ بھی یہ چیزیں سیکھیں۔

سوال :۔ اگر مراقبے میں شیطانی وسوسے آئیں تو کیا کرنا چاہیے۔

جواب :۔ تو وسوسہ نہیں کرنا چاہیے وسوسے کا صرف ایک علاج ہے کہ اس کی طرف آدمی متوجہ نہ ہو اس کے علاوہ دنیا میں وساوس کا کوئی علاج نہیں اور شریعت نے بھی وسوسے کو کوئی اہمیت نہیں دی یقین کو اہمیت دی ہے مثلاً آپ نے وضو کیا کرنے کا یقین ہے وسوسہ آتا ہے کہ میرا وضو نہیں رہا چونکہ اس کا یقین نہیں ہے تو نماز جائز ہو گی۔ اعتبار یقین کا ہو گا وسوسے کا نہیں۔ آدمی نماز پڑھ رہا ہے اسے یقین ہے کہ میں نے چار پوری پڑھ لیں وسوسہ آتا ہے کہ نہیں یہ تین ہیں تو عمل اس یقین پر کرے گا وسوسے کا پابند نہیں جس طرف یقین ہے اس طرف ہو گا۔ شریعت نے بھی یہ اس لیے رکھا ہے کہ وسوسے کی کوئی اہمیت نہیں اور اسے چھوڑ دیا جائے۔

سوال یہ ہے کہ احدیت معیت اقربیت میں کیا تصور باندھا جائے۔

جواب :۔ میرے بھائی میں یہ عرض کر چکا ہوں کہ اس میں تصور کی ضرورت ہی نہیں اگر آپ کو احدیت نصیب ہو گی اگر ایک ساتھی توجہ دیتا ہے شیخ توجہ دیتا ہے تو جب آپ کی روح وہاں محسوس کرنے کے قابل ہو گی تو دو میں سے ایک بات آپ کو حاصل ہو گی یا تو مشاہدہ نصیب ہو جائے گا احدیت نظر آئے گی یا احدیت کے انوارات نظر آئیں گے یا احدیت پر کھڑی ہوئی اپنی روح نظر آئے گی یا کسی خوش نصیب کو تینوں چیزیں نظر آ جائیں گی یا کسی کو تینوں میں سے دو نظر آ جائیں گی اور مقامات احدیت کامقام بھی انوارات یا احدیت کے انوارات نظر آ جائیں گے یا صرف روح یا احدیت کا مقام اور روح یا انوارات اور روح وہاں کھڑی نظر آ جائے گی یا روح دوسرے ساتھیوں کی کھڑی ہوئی نظر آ جائے گی۔ اگر یہ نظر نہیں آئیں گے مشاہدہ نہیں ہو گا تو وجدان نصیب ہو جائے گا دو میں سے ایک چیز نصیب ہو جاتی ہے۔ وجدان جو ہوتا ہے کہ نظر کچھ نہیں آ رہا ہوتا ہے لیکن دل مان رہا ہوتا ہے کہ میں وہاں کھڑا ہوں وہاں یہ چیزیں ہیں اور وجدان کا جو ہے اس کی شناخت یہ ہے کہ وہ دل میں اتنی شدت سے اللہ کی طرف سے آتا ہے کہ کوئی عقلی دلیل اسے رد نہیں کر سکتی کوئی اسے یہ نہیں منوا سکتا کہ یہ صحیح نہیں ہے وہ کہتا ہے ٹھیک ہے میں دیکھ رہا ہوں دیکھ نہیں رہا ہوتا لیکن وہ دیکھ رہا ہوتا ہے اور یہ وجدان جو ہے یہ مشاہدے سے مضبوط چیز ہوتی ہے چونکہ مشاہدے میں ایک نقصان کا اندیشہ یہ ہوتا ہے کہ شیطان آسمان سے اوپر تو نہیں جا سکتا لیکن جو انوارات جا رہے ہوتے ہیں ان میں کوئی تصویر پرنٹ کر دیتا ہے کوئی اپنی رنگ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے جسے نوٹ کرنا یا محسوس کرنا آسان نہیں ہوتا لیکن جسے وجدان ہوتا ہے اس پر انوارات ادھر سے اس کے دل کی طرف آ رہے ہوتے ہیں اس میں القا ہو رہا ہوتا ہے کہ یہ بات ہو رہی ہے تو اس میں اگر وہ مداخلت کرے تو وہ فورا بات دل پہ آتی ہے بال بال کھڑا ہو جاتا ہے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں پتہ چل جاتا ہے کہ کچھ راستے میں گڑ بڑ ہے تو وجدان جسے نصیب ہوتا ہے یہ زیادہ

محفوظ راستہ ہے لیکن اس میں نہ میری مرضی ہے نہ آپ کی پسند وہ اپنی مرضی سے دیتا ہے کسی کو وجدان دے دیتا ہے کسی کو مشاہدہ دے دیتا ہے خالی کسی کو نہیں رکھتا دیتا ضرور ہے اگر دیر لگتی ہے تو اس میں بھی وہ جانتا ہے کہ کسی کو دیر سے کیوں کرا رہا ہے اگر بہت جلدی ہوتی ہے تو یہ بھی وہ خود ہی جانتا ہے کہ کسی کو کس وقت کیا دینا ہے آپ کا کام محنت کرنا ہے ہمارا کام توجہ کرنا اور آپ کے لیے کوشش کرنا ہے اس کے بعد اس پر ثمرات مرتب کرنا یہ اس کا اپنا کام ہے۔

سوال :۔ دوسرا سوال ہے کہ سلسلے میں داخل ہونے کے لیے ظاہری بیعت ضروری ہے یا اس طریقے پہ ذکر کرنے سے آدمی سلسلے میں داخل ہو جاتا ہے۔

جواب :۔ ہم نے ظاہری بیعت کی شرط نہیں رکھی ہوئی جو بھی اس طریقے سے ذکر کرتا ہے سلسلے میں داخل ہے ساری برکات حاصل کر سکتا ہے ظاہری بیعت مسنون ہے اور سنت کی اپنی برکات ہوتی ہیں جو کر لیتا ہے اس کی برکات سوائی ہو جاتی ہیں یہ اس کا اپنا فیصلہ ہے جو نہیں کرتا ہم نے کبھی فرق نہیں رکھا کہ اس نے ظاہری بیعت کی ہے یا اس نے نہیں کی۔

سوال :۔ یہ سوال ہے کہ لطیفے دوسرے پر جا کر کیسے تبدیل کرنا ہے رسالے میں اس طرح لکھا ہے۔

جواب :۔ جو رسالے میں لکھا ہوا ہے وہ ٹھیک ہے اسے بار بار پڑھ لیں۔

سوال :۔ پانچواں لطیفہ کرتے ہوئے کہتے ہیں پانچوں لطائف پر نگاہ کریں کیسے ہو گا۔

جواب :۔ یہ جب وہ کہتے ہیں تو ان سے پوچھیں۔

سوال :۔ تیسرا سوال ہے آپ کا کہ کوئی ساتھی ذکر کرائے تو آپ مدظلہ نے کہا کہ اسے خیال کرنا چاہیے کہ اس کے انوارات دوسری طرف بھی جا رہے ہیں اور اس میں یہ بات بھی شامل ہے کہ صاحب مجاز ھو کی ضرب دوسرے ساتھیوں پر لگائے۔

جواب :۔ نہیں بات یوں نہیں کہ ان کی طرف توجہ کرنا ضرب از خود لگتی رہے گی۔ ہر شخص اپنے لطیفے پر ضرب لگائے گا۔ دوسروں پر ضرب لگانے کی ضرورت نہیں ہے میرے بھائی جو ذکر کراتا ہے وہ یہ خیال کر کے یہ نیت کر کے کرائے کہ جو انوارات میرے دل پر آ رہے ہیں یا میرے لطائف پر وہ ان تک بھی جانے چاہییں تو وہ از خود من جانب اللہ پہنچتے رہیں گے۔

سوال :۔ مراقبات کرتے وقت کیا سوچا جائے۔

جواب :۔ یہی تو مصیبت ہے کہ مراقبات کرتے وقت کچھ نہ سوچا جائے سوچنے کی بات نہیں ہے میرے بھائی بات یہ ہے کہ مراقبات کرتے وقت آپ جب کوشش کرتے ہیں کہ اللہ ھو کر رہا ہوں تو باقی باتیں سوچنے کی ضرورت نہیں ہے پوری توجہ اللہ ھو ہی پر رہے ذکر کرتے وقت جب مراقبہ کرتے ہیں تو سب سے پہلے رابطہ ہوتا ہے قلب سے انوارات اٹھ کر عرش تک جا رہے ہیں تو توجہ اس طرف رہے اگر مراقبات نصیب ہوں احدیت معیت تو جس مراقبے کا کہا جائے پوری توجہ اس پر رہے۔

سوال :۔ مراقبے کی تسبیح کوئی کہتا ہے زبان سے پڑھیں کوئی کہتا ہے روح سے پڑھیں۔

جواب :۔ اصل بات یہ ہے کہ مراقبے کی تسبیحات روح پڑھتی ہے زبان سے اگر دہرائی جائیں تو اس میں

بلند آواز سے نہیں دہرانی چاہئیں ورنہ ڈسٹربنس ہوتی ہے تو دل میں زبان سے بھی دہرائیں تو اسے سپورٹ مل جاتی ہے ورنہ مراقبات کی تسبیحات روح پڑھتی ہے۔

سوال :۔ تصوف میں حرام سے بچنے پر زور دیا جاتا ہے اگر کوئی شخص کسی کے ہاں مہمان ہو کھانا کھانا پڑے تو پتہ ہو کہ میزبان کا ذریعہ آمدن ٹھیک نہیں تو کیا کیا جائے؟

جواب :۔ اس کا آدمی مکلف نہیں ہوتا مہمان میزبان کے ذرائع آمدنی جاننے کا مکلف نہیں ہوتا لیکن اس کی جو کدورت یا نحوست یا سیاہی ہے حرام کی یہ دل پر ضرور جاتی ہے صرف اخروی عذاب یا مواخذہ نہیں ہو گا یہ نہیں ہو سکتا کہ آدمی سیاہی یا نحوست سے بھی بچے جب کھائے گا تو اس پر جائے گی۔

سوال :۔ میرے بھائی یہ جو آپ کا سوال ہے یہ تو بڑا ہی مزے دار ہے کہ ہم جو سیکھیں خواہ وہ لطیفہ قلب ہی ہو اسے آگے سکھائیں اور ہر شخص کوشش کرے کہ دین پھیلائے مگر دوسری طرف فقہاء کے نزدیک دوسروں کا تزکیہ کرنا فرض کفایہ ہے۔

جواب :۔ تو میرے بھائی! یہ فرض کفایہ کتنے لوگ کر رہے ہیں۔ کبھی آپ نے انسانی آبادی گنی چھ سو اور سات سو کروڑ کے درمیان ہے اور اس میں چھ ہزار تو آپ ذکر کرنے والے نہیں آپ بھی چھوڑ دیں تو یہ فرض کفایہ کون کرے گا۔ فرض کفایہ بھی تو تب ہوتا ہے شہر میں سے دو چار آدمی تو جنازہ پڑھیں۔ سارے نہیں پڑھیں تو فرض عین ہو جائے گا سارے فرض عین کے تارک ہوں گے ایک مسلمان مرتا ہے اس کا جنازہ پڑھنا فرض علی الکفایہ تب ہے کہ کچھ لوگوں نے پڑھ لیا جو رہ گئے ان کی طرف سے بھی ہو گیا لیکن اگر کسی نے بھی نہیں پڑھا تو سارے فرض عین کے تارک ہوں گے تو آپ اپنی تعداد دیکھ کر انسانی آبادی دیکھ کر حساب لگائیں یہ فرض کفایہ کتنے لوگ کر رہے ہیں تو یہ تو میاں پسند کی بات ہے یہ مال بیچنے سے بڑھتا ہے اگر کوئی دوسروں کو نہیں سکھانا چاہتا تو وہ اپنے اجر میں کمی کرے گا ہمارا نقصان تو نہیں کرے گا اگر اسے ایک لطیفہ بھی آتا ہے تو آپ نے فقہاء کی یہ نصیحت تو پڑھ لی کہ یہ فرض کفایہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو کیوں بھول گئے کہ بلغوا انی ولو کان ایتہ کہ ایک کلمہ بھی میرا تم تک پہنچے تو دوسرے مسلمان تک پہنچا دو اور اللہ کے اس حکم کو کیوں بھول گئے کنتم خیر امتہ اخر جت للناس تم بہترین امت اس لئے ہو کہ تم دوسروں کے لیے زندہ رہتے ہو تو کیا اس ایت کے مطابق پوچھا نہیں جائے گا کہ دوسروں کے لیے آپ نے کیا کیا یا آپ کہیں گے وہ فرض علی الکفایہ تھا ارے چھوڑو یار ان باتوں کو ہو سکتا ہے تو کرو نہیں ہو سکتا تو جان بچانے کی کوشش تو کرو کم از کم۔

سوال :۔ ذکر کے دوران اگر آذان ہو رہی ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آنے پر درود پڑھنا ہو گا یا نہیں۔

جواب :۔ جی آپ اپنا ذکر کریں کوئی تلاوت کر رہا ہو تو اس کے لیے ضروری نہیں کہ وہ تلاوت چھوڑ کر درود پڑھے کوئی کھانا کھا رہا ہو تو اس کے لیے ضروری نہیں ہے کہ کھانا چھوڑ کر جواب دے تو آپ کے لیے ذکر میں ضروری کیسے رہا۔

سوال :۔ مراقبات کا عالم برزخ کی زندگی میں کیا اثر ہو گا؟

جواب :۔ برزخ کا سکہ ہی مراقبات ہیں جس ملک

میں آپ جاتے ہیں اس ملک کے سکے کا جو اثر اس ملک میں ہوتا ہے وہ اثر مراقبات کا برزخ میں ہو گا اور علمائے حق کے نزدیک فرائض اور سنن کے بعد نوافل سے مراقبات بہت زیادہ بہتر ہیں اور کاملین کثرت نوافل کی بجائے کثرت مراقبات کو ترجیح دیتے ہیں۔

آج میں نے کہیں جانا ہے اس لیے میں نے آپ کے سوالوں کے جواب تو مختصر دیے چلو اللہ کا شکر ہے کچھ آپ کی پسند کے ہوں گے کچھ آپ کو پسند نہیں ہوں گے شیرینی و تلخی ملتی رہتی ہے ہر رشتے میں شیرینی بھی ہوتی ہے تلخی بھی تو اب میں آپ کو ایک اور دلچسپ سوال سناتا چلو کیونکہ چار منٹ باقی ہیں میں پانچ بجے جاؤں گا انشاء اللہ۔ میرے خیال میں یہ گھڑی غلط ہے لیکن چونکہ یہ سامنے ہے اسی کا اتباع کرتے ہیں ٹھیک ہے اچھا چلو تو مجھے ایک خط آیا ہے لاہور سے اور بڑا مزے دار ہے میں نے اگرچہ جواب نہیں دیا لیکن خط بہت مزے دار ہے تیس سال سے گدی نشین ہیں کسی سلسلہ عالیہ کے غالباً" واجد علی شاہ بخاری اس طرح کا کوئی نام بھی ہے انہوں نے خط لکھا ہے اور اس میں انہوں نے بڑی تعریف کی ہے پہلے میری کہ انہوں نے کسی سے میری تعریف سنی ہے اس کے بعد انہوں نے کہا ہے کہ "آپ بہت بڑے ولی اللہ ہیں اور میں دو ایک چھوٹی سی چیز آپ سے مانگوں گا ایک چھوٹی سی چیز آپ سے مانگتا ہوں اور وہ ضرور دیجئے مجھے"۔ آگے لکھا ہے کہ "آپ اللہ پاک سے کہہ دیں کہ مجھے اتنی دولت دے کہ میں رات کو سوؤں اور صبح میں ارب پتی بن جاؤں"۔ چلو جی ہمارا کیا جاتا ہے اس لیے کہ اللہ نے ہمارے پاس سے تو لے کر دینی نہیں ہمارے پاس تو ہے نہیں تو اللہ کریم آپ کو ارب پتی بنا دے اگر ہمارے کہنے سے بناتا ہے تو ضرور بنائے۔ "غریبی میں مزا نہیں آتا میں غریبی سے تھک گیا ہوں تو آپ یہ ضرور کہئے گا اللہ کریم سے" یہ قصہ ایک پورے فل سکیپ صفحے پر ہے۔

"اس کے بعد اب دوسری طرف پلٹے تو پھر کہا ایک چھوٹی سی چیز اور بتا دیں بس میں پھر ساری زندگی کچھ نہیں کہوں گا ایک نظر کریں کہ مجھے ولایت کے سارے مقامات حاصل ہو جائیں"۔

یہ دو چھوٹی چھوٹی چیزیں ساری دنیا بھی مل جائے اور ساری آخرت بھی مل جائے۔ میرے بھائی میں نے یہ قصہ آپ کو سنایا کیونکہ میں نے خط کا جواب نہیں دیا میں شاید اس آدمی کو سمجھا ہی نہ سکوں اس لیے کہ میں نے چھوڑ دیا وہ جواب۔ آپ کو میں اس لیے بتا رہا ہوں کہ شیخ کا کام یہ ہے کہ آپ کا رشتہ اللہ سے جوڑ دے آپ کو اللہ پر بھروسہ اور ایک طرح کا اعتماد نصیب ہو جائے آپ کا اللہ سے بات کرنے کو دل چاہنے لگے آپ کا اللہ کی عبادت کرنے کو دل چاہنے لگے اللہ کی نافرمانی سے بچنے کو دل چاہنے لگے یہ کام ہے شیخ کا یہ اس کی ذمہ داری ہے کہ اس کے لیے پوری دیانت داری سے پورے خلوص سے محنت کرے۔ اور یہ وہ کام ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہ لوگوں کو اللہ سے جوڑ دیا اب ان پر مفلسی بھی تھی پھر ان پر فراخی بھی آئی ان پر محکومی بھی تھی اللہ نے ان کو سلطنتیں بھی دیں ان میں بیمار بھی تھے اللہ نے انہیں صحت مند بھی کیا ان کے گھر چھوٹے بھی' پھر اللہ نے انہیں ملکوں کے ملک دے دیے یہ کام اللہ نے کیا ایسے بھی نبی گذرے ہیں جن کے ماننے والوں کو لوگوں نے قتل

ہوں اور تو میرا کتنا اچھا بندہ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ پاک فرماتے ہیں مجھے اس کی ادا سب سے زیادہ پسند ہے کہ بات تو مجھ سے کر رہا ہے اور اتنی بے تابی سے کر رہا ہے اسے یہ بھی ہوش نہیں کہ کہاں کا لفظ کہاں لگانا ہے اور کیا کہہ کر دیا ایسے بھی نبی علیہ السلام گذرے ہیں جن کے ماننے والوں کو بھوک کاٹنا پڑی اور سارے نبیوں کے پیرو کاروں کو تو اقتدار نصیب نہیں ہوا عیسیٰ علیہ السلام کو جن کو اتنا مانا جاتا ہے ان کے زمانے میں تو جو دس پانچ تھے انہیں بھی لٹکا دیا گیا تو یہ معاملہ رب العلمین کا اپنا ہے اور سب سے بہتر دعا وہ ہوتی ہے جو۔۔۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ کریم نے فرمایا مجھے وہ بندہ بہت پیارا لگا اس کا اونٹ صحرا میں گم ہو گیا تھا کہیں ستانے کے لیے لیٹا آنکھ لگی اور اونٹ گم ہو گیا تو صحرا میں تو ایک جیسے ٹیلے ہوتے ہیں اگر آپ کھو جائیں تو وہاں تو راستہ بھی نہیں ملتا تو صحرائی آدمی تو تھا لیکن سارا کھانا پینا ہر چیز اونٹ پر لدی ہوئی تھی تو پانی اور غذا کے بغیر تو صحرا میں سفر کا تصور ہی نہیں اور پیدل چل نہیں سکتا تو اس کی تو زندگی کے سارے اسباب چلے گئے تو وہ بے چارا اس ٹیلے پر بھاگ اس پر بھاگ گرمی تھی بھاگ بھاگ کر تھک گیا کچھ نہ ملا تو بے دم ہو کر آخر ایک جگہ گر گیا کچھ دیر اسے اونگھ آ گئی بے ہوش ہو گیا آنکھ کھلی تو اس کا اونٹ لدا بندھا اس کے پاس کھڑا تھا تو وہ سارا راشن پانی اس پر تو وہ بڑا ہی خوش ہوا اور کہنے لگا تو میرا کتنا اچھا بندہ ہے اور میں تیرا کتنا کریم رب ہوں ایسی آئی نا اس پر بے ساختگی سی اور پورا جملہ اس نے الٹ دیا کہ میں تیرا کتنا کریم رب

رہا ہے تو بندہ جو بات رب کریم سے خود کرتا ہے وہ سب سے زیادہ موثر ہوتی ہے ہمارا کام تو دعا کرنا ہے ہی اس لیے کہ ایک مومن کے لیے دوسرے مومن کے لیے سب سے اچھا تحفہ دعا ہے اور ہم تو ہر وقت دعا کرتے ہیں اللہ کا احسان ہے ہم تو چاہتے ہیں کہ اللہ سب کو صحت بھی دے عافیت بھی دے رزق کی فراخی بھی دے امان بھی دے ایمان بھی دے نیک خاتمہ بھی دے دنیا بھی دے اور آخرت بھی دے لیکن ذمہ داری شیخ کی یہ ہے کہ وہ پوری دیانت داری سے ہر آنے والے کے ساتھ اتنی محنت کرے کہ وہ چاہے کہ یہ زیادہ سے زیادہ قرب الٰہی حاصل کر لے اور اللہ سے بات کرنا یہ آپ لوگوں کا اپنا کام ہے کریں آپ کا اپنا رب ہے آپ جو چاہیں مانگیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو بھی اپنے رب سے مانگو چھوٹی سے چھوٹی چیز مانگو بڑی سے بڑی چیز مانگو اور وہ دینے والا ہے محروم نہیں کرتا اگر وہی محروم کرنے لگے تو پھر دے گا کون۔ تو ضرور مانگیے دولت بھی دنیا بھی آخرت بھی صحت بھی عزت بھی آپ بھی مانگیے اور میں بھی سب کے لیے دعا کرتا ہوں۔

شیخ المکرّم حضرت مولانا محمّد اکرم مدظلہ

کے بیانات کی وِڈیو کیسٹس تیار ہو چکی ہیں

وِڈیو کیسٹ

رمضان المبارک			کیسٹ نمبر
۲۱	۲۲		۱
۲۳	۲۴	۲۵	۲
۲۶	۲۷	۲۸	۳
۲۹	۳۰		۴
تقریب رونمائی غبار راہ لاہور			۵
اجتماع لنگر مخدوم			۶

-/۲۵۰ روپے فی کیسٹ مع -/۱۰ روپے ڈاک خرچ، بنک ڈرافٹ یا منی آرڈر ناظم اعلیٰ کے نام بھیج کر منگوا سکتے ہیں،

ناظم اعلیٰ اویسیہ سوسائٹی۔ کالج روڈ۔ ٹاؤن شپ۔ لاہور

عورت کی عفت و عصمت

پروفیسر حافظ عبدالرزاق

والحفظین فروجهم والحفظت والذاکرین الله کثیرا والذاکرات اعدالله لهم مغفرة واجرا" عظیما: (الاحزاب)

"اپنی شہوت کی جگہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے اور ایسی ہی عورتیں۔ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کے لیے معافی اور بہت بڑا معاوضہ تیار کر رکھا ہے۔

عفت و عصمت اور پاکبازی صرف ایک اخلاقی خوبی ہی نہیں بلکہ شرف انسانیت ہے اللہ کریم کے ہاں اس کی اتنی قدر اور پذیرائی ہے کہ ایسے لوگوں کے لیے پیشگی دو انعامات کی ضمانت دی۔ اول کہ عفت و عصمت کے سلسلے میں پوری احتیاط کرنے والوں سے اگر اور امور میں کوئی لغزش بھی ہو گئی تو معاف کر دی جائے گی دوسرا یہ کہ پاکدامنی کے سلسلے میں انہیں صبرو ضبط اور مشقت اٹھانی پڑے گی اس کے صلے میں ان کے استحقاق سے بڑھ کر صلہ پہلے سے تیار کر رکھا ہے۔

اس میں مرد اور عورت دونوں کا ذکر ہے اور ترتیب میں مرد کو پہلے رکھا ہے اول الذکر کی وجہ تو ظاہر ہے کہ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ جہاں تک ترتیب کا تعلق ہے اس کی وجہ ایک تو وہی کہ گھر کے ادارے کا سربراہ مرد ہے دوسری یہ کہ فعالیت کی وجہ سے اقدام مرد کی طرف سے ہی ہوتا ہے پھر اس آیت میں عفت و عصمت کو ذکر کثیر کے ساتھ جوڑ دیا ہے اور یاد الہی میں بھی ترتیب وہی رکھی ہے پہلے مردوں کا ذکر ہے پھر عورتوں کا۔ اس میں دیگر حکمتوں کے علاوہ یہ حقیقت بھی معلوم ہوتی ہے کہ اللہ کے ہاں حسن کے صلہ کے لیے مرد و عورت میں نہ کوئی تمیز ہے نہ کسی کو فوقیت حاصل ہے بلکہ دونوں یکساں صلہ کے حقدار ہے۔

صرف اس آیت پر منحصر نہیں سارے قرآن میں شاید ہی کوئی آیت نکلے جہاں اللہ کریم نے اس ترتیب کو بدلا ہو جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ترتیب فطری ہے مگر مغرب نے عورت کو دھوکہ دینے بلکہ ایکسپلائیٹ کرنے کی اور بہت سی تدبیریں ایجاد کی ہیں وہاں ایک یہ بھی ہے کہ اس فطری اور الہی ترتیب کو الٹ کر اپنے مقالات میں لیڈیز اور جنٹل مین کی ترکیب استعمال کرنے کی پابندی کی تاکہ بھولی بھالی مخلوق کو یہ تاثر دیا جائے کہ دیکھو اسلام نے انصاف نہیں کیا ہم تمہاری قدرو قیمت جانتے ہیں اس لیے ہماری ترتیب عورت کے مقام کو بلند کرنے کی ایک تدبیر ہے مگر جس عورت کو اللہ اور رسول پر اعتماد ہے وہ صاف کہہ دیتی ہے۔

بروایں دام بر مرغ درگرنہ
کہ عنقارا بلند است آشیانہ

عورت کا مقام

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدنیا کلها متاع وخیر متاع الدنیا المراة الصالحة (رواہ مسلم)

"حضور رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کی ہر چیز سے فائدہ اٹھانے کا سلسلہ وقتی

عارضی اور محدود ہے اور سامان دنیا میں سے بہترین چیز نیک عورت ہے"۔

اس مختصر سی حدیث میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حقائق کی ایک دنیا سمو دی ہے۔ اول اس حقیقت کا اظہار فرمایا کہ دنیا کی ہر شے فانی ہے اور نہایت محدود وقت کے لیے ہر چیز سے فائدہ اٹھانے کا موقع مل سکتا ہے جب ہر شے فانی ہے تو فانی سے دل لگانا فعل عبث ٹھیرا۔

دوسری حقیقت یہ بیان فرمائی کہ مانا ہر چیز فانی ہے مگر جب دنیا میں رہنا ہے تو متاع دنیا سے فائدہ اٹھائے تو لازمی ٹھہرا لہٰذا دنیا کی ہر چیز سے جائز حد تک فائدہ اٹھاؤ مگر کسی چیز کے ساتھ ایسا دل نہ لگاؤ کہ خالق کو بھلا بیٹھو یا اپنی مقصد زندگی سے غافل ہو جاؤ۔

تیسری یہ حقیقت بیان فرمائی کہ دنیا میں اللہ کریم کی نعمتیں یوں بکھری پڑی ہیں کہ ان کا شمار نہیں بقول شاعر

دنیا بھی اک بہشت ہے اللہ رے کرم
کن نعمتوں کو حکم دیا ہے جواز کا

مگر یہ ہر چیز کی حیثیت جدا قدرو قیمت مختلف دلکشی اور دلربائی کا انداز الگ پھر آدمی ان میں سے کس چیز کو نسبتاً" زیادہ محبوب سمجھے۔ تو رہنمائی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے لیے متاع دنیا میں سے اللہ کریم کی بہترین نعمت صالح عورت ہے ہاں مگر خوب سن لو صرف عورت نہیں بلکہ صالح عورت۔ مگر صالح کسے کہتے ہیں؟ ہاں تو صالح وہ ہے جسے زندہ رہنے کا صرف وہ انداز پسند ہو جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہو اور اس انداز کو اختیار کرنے اور کئے رکھنے میں پوری پوری کوشش کرے۔

حضور اکرمؐ کا یہ انتخاب انسانی نفسیات اور انسانی ضرورت کے عین مطابق ہے وہ یوں کہ انسان یہاں جو کچھ کرتا ہے اس کا آخری مقصد یہ ہوتا ہے کہ اسے سکون اور اطمینان سے جینا نصیب ہو اور اس میں ذرہ برابر شک نہیں کہ صالح عورت سراپا وجہ سکون ہوتی ہے اللہ کرے عورت کو اپنے اندر صالح کا وصف پیدا کرنے کا جنون ہو جائے۔

عورت کی اصل خوبی

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنکح المراۃ لاربع۔ لمالھا ' لحسبھا ولجمالھا' ولدینھا فاظفربذات الدین تربت یداک (بخاری)

"چار چیزوں کی وجہ سے عورت سے شادی کی جا سکتی ہے اور کی جاتی ہے اس کی مالداری کی وجہ سے' اس کے حسب نسب کی وجہ سے' اس کے حسن کی وجہ سے' اور اس کی دینداری کی وجہ سے۔ تیری کامیابی یہ ہے کہ تو دیندار کا انتخاب کرے"۔

قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی کو چند چیزوں یا چند انسانوں کا انتخاب کرنا ہو تو انسان کی نگاہ ہمیشہ "بہترین" پر جا کر اٹکتی ہے اور اس کا بہترین ہونا ان خوبیوں کی بنا پر ہوتا ہے جو اس کی ذات میں موجود ہوتی ہیں یا اس سے وابستہ ہوتی ہیں رفیق حیات کا انتخاب تو زندگی میں خاص اہمیت کا حامل ہے کیونکہ قلبی سکون اور دلی اطمینان کا مدار اسی پر ہوتا ہے۔

جہاں تک انسانی خوبیوں کا تعلق ہے رفیق حیات کے انتخاب کے وقت بالعموم چار چیزیں پیش نظر ہوتی ہیں سطحی نگاہ میں سب سے پہلے مال کا نمبر آتا

ہے کہ کوئی عورت جب بیوی بن کر آئے گی تو کتنا مال لائے گی اور اس مادی دور میں تو یہی ایک خوبی دیکھی جاتی ہے اور زیادہ سے زیادہ جہیز کا مطالبہ کیا جاتا ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ معیار نہایت گھٹیا بڑا پست اور شرف انسانیت کے بالکل منافی ہے۔ مال ڈھلتی چھاؤں ہے اس کا کیا اعتبار دوسرے نمبر پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ اونچا خاندان ہو۔ گو خاندانی روایات کا انسانی سیرت پر اثر ضرور ہوتا ہے مگر محض اونچے خاندان سے ہونا کوئی شرف نہیں جب تک اس میں ذاتی خوبی شامل نہ ہو آپ دیکھتے نہیں کہ سید زادیاں اور پیرزادیاں ڈوموں اور بھانڈوں کی فہرست میں شمار ہونے میں فخر محسوس کرنے لگی ہیں کہاں وہ اعلیٰ حسب و نسب اور کہاں یہ گراوٹ۔ اس لیے یہ بھی کوئی قابل ترجیح خوبی نہیں۔ تیسری خوبی حسن ہے مگر اہل نظر کہتے ہیں۔۔

حسن ہے بے وفا بھی فانی بھی
کاش سمجھے اسے جوانی بھی

کچھ بھی ہو حسن کی بہار چند روزہ ہے ہاں حسن سیرت واقعی لازوال خوبی ہے۔ مگر سطح میں نگاہیں ظاہر پر ہی اٹک کر رہ جاتی ہیں سچ کہا اقبال نے۔۔

وہ چیز اور ہے کہتے ہیں جان پاک جسے
یہ رنگ و نم یہ لہو آب و ناں کی ہے بیشی

لہٰذا یہ خوبی بھی فانی اور عارضی ہے۔

چوتھی چیز دین ہے مگر دین کیا ہے؟ دین یہ ہے کہ انسان کی سوچ اس کی فکر اس کی پسند نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند کے تحت ہو جائے جہاں یہ چیز پائی جائے گی وہاں اس دنیا میں حیات طیبہ اور دوسری دنیا میں بہترین صلہ کی ضمانت اللہ کریم نے دی دی ہے یعنی دیندار رفیقہ حیات وہ نعمت ہے کہ اس کے ساتھ اس زندگی کا سکون اور ابدی زندگی کی عیش لازمی امر ہے اس لیے حضور اکرمؐ نے تاکید فرمائی کہ ایسے انتخاب کے موقع پر تمہاری نگاہ دیندار عورت ہی کو انتخاب کرے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ صرف عورت ہونا خوبی نہیں بلکہ دیندار ہونا عورت کی خوبی عورت کا کمال اور عورت کی عظمت ہے اور یہ معیار نبی رحمتؐ کا مقرر کردہ ہے اب ہر شخص کو آزادی ہے کہ نبی رحمت پر اعتماد کرے یا اپنی پسند کو معیار بنائے اور ہر عورت کو آزادی ہے کہ اپنے اندر دینداری کا وصف پیدا کر کے نبی رحمت کے ساتھ اپنے قلبی تعلق کا ثبوت دے یا گلوکارہ اداکارہ یا ناکارہ بننے میں فخر محسوس کرے۔

قال رسول الل ہ صلی الل ہ علیہ وسلم لا تذوجوا النساء لحسنہن مفسی حسنہن یردیہن (ابن ماجہ باب افضل النساء)

"نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں سے محض ان کے حسن کی وجہ سے شادی کی خواہش نہ کرو کیونکہ نرا حسن عموماً ہلاکت میں ڈال دیتا ہے"۔

ایک نادان بچہ آگ کی چمکتی ہوئی چنگاری پر ریجھ جاتا اور اسے پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھا دیتا ہے۔ شفیق ماں باپ آگ کی حقیقت سے آشنا ہوتے ہیں اس لیے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ روک لیتے ہیں انسانیت کو نبی رحمت جیسا شفیق کوئی کہاں سے ملے گا۔ سطح میں اور ظاہر پرست نادان انسانوں کو سبق دے رہے ہیں کہ رفیق حیات بناتے وقت محض عورت کے حسن ظاہری پر لٹو نہ ہو جانا کیونکہ نرا حسن صورت انسان کو کئی اعتبار سے تباہ کر کے رکھ دیتا ہے۔ اس میں دو نکتے بڑے باریک ہیں اول یہ کہ

کہیں یہ نہ سمجھا جائے کہ معاذ اللہ نبی رحمت کا فرمان یہ ہے کہ حسین عورت سے کبھی شادی نہ کرو بلکہ بدصورت عورت تلاش کیا کرو حضورؐ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ حسن ایک نعمت خدا داد ہے مگر اس کے ساتھ بے شمار خطرات وابستہ ہیں اگر اس نعمت کی حفاظت کا طریقہ اور سلیقہ آتا ہو تو اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سلیقہ اور طریقہ کیا ہے دل میں اللہ کا خوف اور نبی رحمتؐ پر کامل اعتماد۔ اس کو دینداری کہتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہو تو نرا حسن یقینی ہلاکت ہے۔

اس انداز بیان کا مطلب یہ ہے کہ اگر عورت کو اللہ کریم نے حسن کی نعمت عطا فرمائی ہے تو یہ محض اللہ کی دین اس میں عورت کے اختیار کو کوئی دخل نہیں مگر اس نعمت کی قدر یہ ہے کہ اس کی حفاظت کی جائے ڈاکوؤں اور لٹیروں سے بچایا جائے یہ کام عورت کے اختیار میں ہے ــــــ اور ظاہر ہے کہ اصل خوبی وہ ہے جو اختیاری ہو۔ لہٰذا عورت کو چاہیے کہ اپنے آزاد اختیار سے اس نعمت کی قدر کرنا سیکھے اور اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ نبی رحمتؐ کی شاگردی اختیار کرنے اور عملی زندگی کا وہ انداز اپنائے جو نبی رحمت کو پسند ہے۔

بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوش شبیرے بگیری

افسوس کہ عورت اپنے مقام سے اتنا گر چکی ہے کہ عالمی مقابلہ حسن میں شریک ہونے اور مس ورلڈ بننے کے لیے دردر کی ٹھوکریں کھا رہی ہے اور اپنی حیا عفت و عصمت کو بھی داؤ پر لگا دیا ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون○

عورت کی عظمت

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تذو جوھن علی الدین (ابن ماجہ باب افضل النساء)

"نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رفیقہ حیات کا انتخاب کرتے وقت عورت کا دین دیکھا کرو"۔

اللہ کریم نے جیسے قدو قامت کے اعتبار سے انسان مختلف بنائے ہیں اسی طرح مزاج، طبیعت، پسند و ناپسند کے معیار کے لحاظ سے بھی انسان ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اس اختلاف کی وجہ سے لوگوں کے مشاغل اور مصروفیات بھی مختلف ہوتی ہیں اور اسی وجہ سے انسان کسی کو اپنا دوست بنانے کے لیے اصول انتخاب سے کام لیتا ہے اور معاشرے میں سے اپنی پسند کا آدمی چن کر اس سے دوستی کے تعلقات پیدا کرتا ہے اور تعلق ایسا ہوتا ہے کہ انسان اپنے دوست کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔ اسی بنا پر نبی رحمتؐ نے فرمایا المرا" علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل یعنی انسان زندگی کے اصول و نظریات اور دین و مذہب وہی اختیار کرلیتا ہے جو اس کے دوست کا ہوتا ہے اس لیے دوستی کا تعلق قائم کرنے سے پہلے خوب چھان بین کرلینی چاہیے۔

مرد اور عورت میں نکاح کا رشتہ عام دوستی کی طرح وقتی اور عارضی نہیں ہوا کرتا بلکہ یہ تو ساری زندگی کا معاملہ ہوتا ہے۔ اس لیے اس معاملے میں تو نہایت درجے کی احتیاط کی ضرورت ہے۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ آدمی جس فن سے واقف نہ ہو اس میں خواہ مخواہ مجتہد نہیں بنا کرتا بلکہ جاننے والوں پر اعتماد کر کے ان سے مشورہ لیتا ہے اور اس پر اعتماد کرتا ہے۔

زندگی کا فلسفہ، کامیاب زندگی بسر کرنے کے اصول سکون و اطمینان سے جینے کا ڈھنگ بہت ہی

اہم مسئلہ ہے اس پر ہر زمانے اور ہر قوم کے فلاسفر اور مفکر، مصلح اور ریفارمر ریسرچ کر گئے ہیں۔ مگر اس فن کا جتنا علم نبی رحمتؐ کے پاس ہے وہ کسی دوسرے کے پاس ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ ہر فلسفی اور ریفارمر نے جو سیکھا مخلوق ہی سے سیکھا اور نبی رحمتؐ نے جو سیکھا صرف خالق سے سیکھا۔ لہٰذا عقل کا تقاضا یہ ہے بشرطیکہ کسی میں موجود ہو کر نبی رحمتؐ کی بات پر سب سے زیادہ اعتماد کیا جائے اور مسلمان تو لا الہ الا اللہ پڑھ کر ہر عہد کر چکا ہوتا ہے۔

رفیقہ حیات کے انتخاب کا مسئلہ اس فن کا اہم ترین مسئلہ ہے تو نبی رحمتؐ نے اس ضمن میں رہنمائی فرماتے ہوئے فرمایا کہ جب تم رفیقہ حیات کا انتخاب کرنے لگو تو سب سے پہلے یہ دیکھو کہ وہ دین کی سمجھ اور دین پر عمل کرنے کے معاملے میں کس مقام پر ہے باقی سب خوبیاں ذیلی ہوں گی۔

اسلوب بیان میں جو بات نکتے کی ہے وہ یہ کہ عورت کی سب سے بڑی خوبی دیندار ہونا ہے اس ایک خوبی کی وجہ سے ایک تو میاں بیوی کی زندگی نہایت سکون اور اطمینان سے گزرے گی دوسرا اس کی گود میں جو بچے نشوونما پائیں گے وہ خود اپنی ذات قوم اور ملک کے لیے نہایت قیمتی سرمایہ بلکہ ایک رحمت اور نعمت ہوں گے۔ اور اگر یہ خوبی نہیں پائی جائے گی تو میاں بیوی کسی کو بھی سکون نہیں مل سکے گا اور اس کی گود میں جو بچے پروان چڑھیں گے وہ زیادہ سے زیادہ ٹیڈی، بھی ڈاکو لٹیرے اور جرائم پیشہ ہی بن کر ابھریں گے۔ لہٰذا عورت کا فرض اور اپنی ذات پر اور پوری انسانیت پر بڑا احسان یہ ہے کہ وہ دیندار بنے اور زندگی کے جس شعبے میں کام کرے رہنمائی صرف نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے۔

عورت اور سکون کی زندگی

هوالذی خلقكم من نفس و احدة وجعل منها زوجها ليسكن اليها (الاعراف)

"اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ اس سے سکون حاصل کرے"۔

اللہ کریم نے اپنی تخلیق اور صنعت کا ذکر فرماتے ہوئے ایک اصول بیان فرمایا کہ ومن کل شیئی خلقنا زوجین یعنی ہم نے ہر چیز کو جوڑا جوڑا پیدا کیا جمادات نباتات حیوانات ہر صنف میں یہی اصول جاری و ساری ہے پھر بھلا انسان اس اصول سے کیوں مستثنیٰ قرار دیا جاتا ہے۔

اس آیت میں یہی اصول بیان فرمایا گیا ہے مگر ابتدا میں یہ حقیقت بتا دی گئی کہ تمام انسان مرد و عورت ایک ہی باپ کی اولاد ہیں لہٰذا تخلیق کے اعتبار سے کسی ایک کو دوسرے پر کوئی برتری حاصل نہیں اور حقوق کے لحاظ سے سب برابر ہیں کوئی مرد ہو یا عورت پھر بتایا کہ ہم نے جب اس پہلے انسان کو بنایا تو پھر اس سے اس کا جوڑا بنایا کیوں؟ اول تو یہ ہماری تخلیق کا قانون ہے دوم یہ انسان کے لیے تنہائی سوہان روح ہوتی ہے اس لیے ہم نے اسی سے اس کا اس جوڑا بنایا پھر اس کی عظمت بتائی کہ ہم نے انسان کا جوڑا عورت کو بنایا تاکہ اس کی رفاقت یعنی سکون او چین سے زندگی بسر کرے۔ معلوم ہوا کہ عورت وجہ سکون ہے اور موجب اطمینان ہے۔ لیکن مرد کو ہی اس رفاقت سے سکون ملتا ہے اور عورت اس سے محروم رہتی ہے؟ نہیں یہ ممکن نہیں کیونکہ جو خود بے

(باقی صفحہ ۵۰ پر)

"اے نسبت اویسیہ"

دل کو آزادی کا بحر بیکراں تجھ سے ملا
سالکاں را رخت سفر جاوداں تجھ سے ملا
آج تک دیکھا نہ تھا جوئے محبت کا کنار
عشق کا حاصل ہمیں اے مہرباں تجھ سے ملا
آشنائی ذکر سے اس کے نہ تھی ایسی کبھی
روح کو نور الٰہی کا جہاں تجھ سے ملا
کل تلک جس کو تمیز نیک و بد حاصل نہ تھی
شعلہ درد جہاں اس کو نہاں تجھ سے ملا
تھی نظر حیراں، نہ تھی جائے سکوں ملتی کہیں
پھر پیام مجلس خیر الاماں تجھ سے ملا
آہوئے گم کردہ راہ یقیں بھٹکا پھرے
ظلمتوں کے دیس میں رب کا نشاں تجھ سے ملا
تھم نہیں سکتا کہیں پھر سیل چشم گہر بار
بندۂ عاصی ہوا محو اذاں تجھ سے ملا
مرحبا روز جزا بہرحال او پیغمبراں
رابطہ با اولیا بیش ارمغاں تجھ سے ملا
کاخ امرا را نصیب محفل آرام خویش
فقر در حال دگر گون جہاں تجھ سے ملا
آہ خوابیدہ ہے کس درجے کا مسجود ملک
ڈھونڈنے والوں کو یہ کیسا جہاں تجھ سے ملا
میں تو اس قابل نہیں لیکن عطائے ذوالجلال
کاش آخری میں کوئی دے میری جاں تجھ سے ملا
کارواں ازہر ملا تو تابع صادق چلا
ہم کو اکرم سا امیر پرفشاں تجھ سے ملا

ازقلم ازہر [illegible]

دم اور تعویذ کا مقام

حضرت مولانا محمد اکرم اعوان

میں جس موضوع پر آج کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں وہ کوئی خاص بڑی بات بھی نہیں ہماری عام زندگی کی روزمرہ کی بات ہے اور میرے خیال کے مطابق بہت زیادہ اہم ہے بھی۔ یہ اس لئے کہ یہ جو چھوٹی چھوٹی کروٹیں چھوٹے چھوٹے ٹرننگ پوائنٹ یہ چھوٹے چھوٹے موڑ جو ہیں یہ آدمی کو سیدھے راستے سے بہت دور لے جاتے ہیں ہر سیدھے راستے سے الگ ہونے والا راستہ ابتدا میں چھوٹا سا موڑ ہوتا ہے لیکن جب وہ آگے چل کر پھیلتا ہے تو آدمی کی منزل سے بہت دور لے جاتا ہے میرے پاس اگلے دن ایک خط آیا میں نے اس عزیز کو تو دو تین سطروں میں جواب دے دیا ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے خط اکثر و بیشتر آتے رہتے ہیں تو میں نے چاہا کہ میں اس موضوع پر یہ جو ہمارے پندرہ بیس منٹ ہیں ان میں بات ہی کر لوں۔ اسی خط میں القاب و آداب احترام اس سارے سابقے لاحقے کے ساتھ اصل بات یہ تھی کہ مجھے کوئی تعویز دیا جائے مجھ سے سحری اٹھا نہیں جاتا تہجد کے لئے ذکر کے لئے نماز کے لئے میری آنکھ نہیں کھلتی۔ میں جاگ نہیں سکتا تو مجھے کوئی تعویز بھیجیں۔ ہمارے جو مسائل بہت سے ہیں اس دور کے، ان میں یہ بھی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے کہ ہم نے غیر مذاہب باطل مذاہب سے بہت سے رسومات کو لے کر اپنا لیا ہے اور ان رسومات کو ہم نے دین سمجھ لیا ہے انسانی زندگی کے دو حصے ہیں ایک حصہ ہے جو انسان کے بس میں نہیں اس کے پیدا ہونے سے لے کر اس کے مرنے تک زندگی کا ایک حصہ جس میں صحت و بیماری اس کی اور فیصلہ شدہ چیزیں جو ہیں جو وہ FACE کرتا ہے جن امور سے گزرتا ہے اس کا قد کاٹھ اس کا رنگ و روغن اس کی امارت و غربت اس کے رزق یہ ساری چیزیں ایسی ہیں جن پر انسان کا بس نہیں ہے ان میں جہاں مشکلات آتی ہیں وہاں اللہ کریم نے ان کو حل کرنے کے وسائل بھی دیئے ہیں بیماریاں آتی ہیں تو اللہ کریم نے ان کا علاج دواؤں کی صورت میں انسانی عقل کو سکھا دیا ہے بھوک لگتی ہے تو اس کے لئے کھانے کا ایک نظام اللہ نے انسانی ذہنوں کو سکھا دیا ہے پیاس لگتی ہے تو پانی کے پینے کے لئے اللہ نے ایک نظام دے دیا ہے اب جب یہ قدرتی اور فطرتی چیزیں ہمارے سامنے آئیں گی تو ہمیں فطرت کا، قدرت کا بتایا ہوا وہ راستہ اختیار کرنا ہوگا یہ اس کا جواب ہے روزی کمانے کے لئے آپ ملازمت کریں گے مزدوریں کریں گے تجارت کریں گے یا کاشتکاری کریں گے یہ چار معروف ذرائع ہیں باقی سارے ذرائع جو ہیں وہ انہی کی شاخ ہیں اور جو ذریعہ ان کا شاخ نہیں بنتا وہ شرعاً" جائز نہیں ہے یہ بنیادی چار شعبے ہیں اسی طرح علاج کے لئے اللہ کریم نے بعض چیزیں حرام کردی ہیں ان حرام سے صحت نہیں بنتی اس حرمت وحلت کی حد کے اندر رہ کر آپ مختلف چیزوں

سے مختلف بیماریوں کا علاج کرتے ہیں۔

اسی علاج میں جہاں اور بہت سے وسائل ہیں وہاں کچھ کلمات طیبہ کچھ آیات مبارکہ کچھ مسنون دعائیں وہ بھی ایک حیلہ ایک طریقہ ایک سبب ہے جیسے آپ طبیب سے دوا لے کر کھاتے ہیں اسی طرح کا مسنون کلمہ یا قرآن حکیم کی کوئی آیت اگر کوئی اس فن کا طبیب لکھ کر دے دیتا ہے جیسے ہم میڈیکل اور ڈاکٹر سے لیتے ہیں ایک طبیب سے دوا لیتے ہیں اور امید اللہ پر ہوتی ہے کہ یہ ایک ذریعہ ہے شفاء اللہ قادر ہے کرنے والا اسی طرح وہ دعا یا دم کی ہوتی چیز یا وہ تعویز ایک ذریعہ ہے اور اس سے شفا کرنا اللہ کا کام ہے وہ چاہے تو کر دے نہ چاہے تو اس کی مرضی۔ لیکن یہ کام بھی جس طرح ڈاکٹر دوائی دے سکتا ہے ایک طبیب نسخہ لکھ سکتا ہے اسی طرح اس فن کا جو بندہ ہے وہی یہ کام بھی کر سکتا ہے۔ آپ سارے کا سارا چھاپہ شدہ قرآن حکیم لے کر سر پر رکھ لیں تو اس سے سر کے درد کو شفا نہیں ہوتی لیکن شاید کوئی بندہ اللہ کا نام یا بسم اللہ لکھ کر ایک ٹکڑا دے دیتا ہے تو اس سے درد ٹھیک ہوجاتا ہے جس طرح طبیب دوائی کی خاصیت کو اور مریض کی حالت کو سمجھتا ہے اسی طرح اس فن کا طبیب بھی مریض کی حالت اور اسی دوا کی کیفیت کو سمجھ کر دیتا ہے جس طرح بعض طبیبوں کے ہاتھ پر اللہ شفا دیتا ہے اسی طرح یہ سسٹم بھی ہے۔

اب ہمارے ہاں حال یہ ہے کہ ایک طبقے نے اسے شرک قرار دے دیا ہے اور یہ سمجھ نہیں آتی کہ شرک کی پہلے تو تعین ہونی چاہیے یعنی شرکت کہتے ہیں اللہ کی ذات و صفات میں کسی کو شامل کیا جائے تو اللہ سے دعا مانگنے کے لئے کوئی حیلہ اختیار کیا جائے آپ زیادہ سختی بھی کرتے ہیں تو اسے ناجائز کہہ دیں اسے حرام کہہ دیں لیکن شرکت کیسے ہوگیا؟ تو یہ ایک انتہا ہے۔ دوسری انتہا یہ ہے کہ لوگوں نے جو شرعی اور طبی اور فطری طریقے تھے وہ چھوڑ ہی دیئے اور نرے کاغذ کے ٹکڑے کے پیچھے بھاگ رہے ہیں آپ ضرور تعویذ لیں علاج کے لئے لیکن جو طریقہ قدرت نے علاج کا بنایا ہے وہ بھی ساتھ کریں ٹیکہ بھی لگوائیں گولی بھی کھائیں محققین سے تھپکی بھی لیں اسی پر تعویز بھی پئیں دونوں طریقے ہیں یہ دعا بھی ہے دوا بھی ہے اللہ کرے شفا ہوجائے اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں اور اسے شرک کہنا بھی زیادتی ہے اللہ کی دی ہوئی نعمت سے لوگوں کو محروم کرنا بھی درست نہیں سر میں درد ہو تو سر کاٹنا اس کا علاج نہیں ہوتا اگر لوگ اس طریقے سے گمراہ ہوتے ہیں تو اس گمراہی کو روکنا چاہیے اس طریقے کو ختم نہیں کیا جا سکتا یہ اللہ کا عطیہ ہے کیسے روکتے ہیں آپ۔

دوسرا حصہ ہے انسانی زندگی کا میرے بھائی جس کا اللہ نے ہمیں مکلف ٹھہرایا ہے کہ یہ تم نے کرنا ہے تو اس میں فرمایا میں نے روزی لکھ دی ہے تم اسے گھٹا بڑا نہیں سکتے لیکن اسے حلال طریقے سے لینا چاہتے ہیں یا حرام طریقے سے یہ تم پر چھوڑ دیا ہے اب اگر کوئی چوری کرتا ہے یا مزدوری کرتا ہے روزی اسے وہی ملے گی جو مقدر ہے اس نے اس کا طریقہ چوری کا اپنا لیا دوسرے نے مزدوری اس نے حلال طریقے سے لے لی' اس نے حرام طریقے سے لے لی۔

اسی طرح ان سب باتوں پر قائم رہنے کے لئے حدود الٰہی پر کاربند رہنے کے لئے' اللہ کے بنائے

ہوئے قانون کے مطابق میدان عمل میں زندگی گزارنے کے لئے' اللہ نے ہم پر عبادات فرض کی ہیں۔ عبادات کیا ہیں جس طرح آپ بیٹری چارج کرواتے ہیں گاڑی کی کہ وہ بیٹری چارج ہوگی تو وہ انجن سٹارٹ ہوگا عبادات ایک چارجنگ فیکٹر ہے اللہ نے فرمایا تم میرے ساتھ ملاقات کرو مجھ سے ملو میرے پاس بیٹھو مجھ سے باتیں کرو مجھ سے باتیں کر کے میری بارگاہ میں سربسجود ہوکر میرے پاس اپنی التجائیں گزار کے پیش کر کے تمہیں جو میری برکات میرے انوارات میری تجلیات نصیب ہوں گی یہ تمہاری گاڑی کو سٹارٹ کرنے کا چلانے کا سبب بن جائیں گی تو تمہیں دھکے نہیں لگانے پڑیں گے تمہیں خراب اور خستہ حال نہیں ہونا پڑے گا بلکہ ہر عبادت ایک نئی قوت دے گی اور تم جب میدان عمل میں جاؤ گے تو اللہ کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق ارزاں ہوجائے گی اب اگر ایک آدمی بیٹری چارجنگ کروانے کے لئے یہ کہتا ہے کہ مجھے کوئی اور بیٹری چاہئے جو اس بیٹری کو بیٹری چارجر تک لے جائے تو کیا یہ دانش مندی کی

بات عبادات کے لئے اللہ نے ہم پر کوئی تکلیف بھی نہیں رکھی وہ ایسا کریم ہے کہ اس نے فرمایا کہ تم خلوص دل سے یہ طے کر لو کہ مجھے عبادت کرنا ہے میں تم سے عبادت کرالوں گا۔ کوئی شخص بھی جب دل کے نہاں خانے میں یہ فیصلہ کر لیتا ہے مجھے تہجد کے لئے اٹھنا ہے اسے اٹھنے کی توفیق وہ دے دیتا ہے اب اگر یہ فیصلہ کرنے کے لئے بھی تعویذ چاہئے تو پہلے کیا فرشتے کم تھے جنہیں خود کچھ بھی نہیں کرنا پڑتا سارا سسٹم ان کا آٹو میٹک ہے اور پری پلینڈ ہے جو کچھ فیڈ کر دیا گیا ہے اس پہ چلتے رہتے ہیں سارا کمپیوٹرائزڈ سسٹم ہے ان کا اور وہ رات دن اللہ اللہ کرتے رہتے ہیں جنہیں عبادت کے لیے' جنہیں رکوع کا حکم دے دیا وہ اپنی تخلیق سے رکوع کیے ہوئے ہیں اور ابد الاباد جب تک اللہ انہیں رکھے گا تب تک وہ رکوع میں کھڑے ہیں نہ تھکتے ہیں نہ گھبراتے ہیں نہ ڈھیلے ہوتے ہیں جنہیں سجدے کا حکم دے دیا وہ سجدے میں ہیں جن کو کام کاج پہ لگا دیا وہ کام کاج پہ لگے ہوئے ہیں۔ سارا نظام اس طرح چلا رہے ہیں کہ۔

لایعصون اللہ کبھی اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے **ویفعلون ما یومرون**۔ جو کہہ دیا گیا ہے وہ کر رہے ہیں تو اگر ہمیں بھی اسی طریقے سے قدرت جگائے قدرت ہاتھ منہ دھلائے قدرت ہم سے سجدے کروائے تو ہمارے انسان بننے کی کیا تک ہے ہمیں فرشتہ ہونا چاہیے تو میرا بھائی ایسا کوئی تعویز اللہ نے نہیں بنایا کہ جو ہماری قوت فیصلہ کو متاثر کر کے ہمیں دین دار بنا دے۔ نہیں کبھی نہیں۔ فیصلہ ہر شخص کا اپنا ہو گا جن لوگوں نے خود فیصلہ نہیں کیا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سنہری دور میں بھی محروم رہے جنہوں نے بہت کچھ پا لیا ان کی ہمت صرف یہ تھی کہ جس کے فیصلے میں جتنی گہرائی تھی اتنی برکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اسے نصیب ہوئیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد موجود ہے کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' تم پر اس لیے فضیلت نہیں لے گئے کہ اس نے تم سے عبادت زیادہ کرلی ہے شاید تم میں سے کسی نے زیادہ عبادت کی ہو اسے فضیلت اس کیفیت اور اس فیصلے کی بدولت ہے جس کی گہرائی اس کے دل میں موجود ہے

حدیث کے الفاظ کا ترجمہ اس طرح سے بنتا ہے کہ اس حال کی وجہ سے یہ تم پر جیت گیا جو اس کے دل کے اندر موجود ہے۔

تو میرے بھائی جس طرح آپ روز مرہ زندگی میں ایک آدمی ہیں کسی ادارے میں ملازم ہیں نائٹ ڈیوٹی آ جاتی ہے تو اس کو رات کو نیند نہیں آتی اسے پتہ ہے کہ مجھے تنخواہ لینا ہے اتنے بجے مجھے ڈیوٹی پر جانا ہے اتنے گھنٹے مجھے کام کرنا ہے اتنے گھنٹے کرتا ہے ایک دن نہیں دو دن نہیں ساری ساری عمر کرتا ہے آپ نے دیکھا رات دن جو ادارے چلتے ہیں ائیر پورٹ کو دیکھ لیں یا اور اس طرح کے رات دن کام کرنے والے وہاں کسی کو ہم نے تو اونگھتے بھی نہیں دیکھا اس لیے کہ ان لوگوں کو پتہ ہے انہوں نے طے کیا ہوا ہے کہ میں یہ کام کروں تو وہ کرتے ہیں۔ ہمیشہ تہجد کے لیے کیوں جاگ نہیں آتی کیوں آنکھ نہیں کھلتی ہمارا فیصلہ' ہماری توقعات اس ملازم سے بھی کم تر ہیں جو ائیر پورٹ پہ ڈیوٹی دینے جاتا ہے ایک پولیس کا سپاہی ایک چوکیدار جسے رات کو کوٹھی کے گیٹ پہ کھڑا ہونا ہوتا ہے اس نے جو توقعات اس کوٹھی کے مالک سے لگا رکھی ہیں ہماری امیدیں اللہ کریم سے اس سے بھی کم ہیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اٹھیں گے تو کیا ہو گا نہیں اٹھیں گے تو کیا ہو گا اس لئے آنکھ نہیں کھلتی اور اس کا کوئی تعویز علاج نہیں ہے اس کا علاج دل کا حال ہے دل کی کیفیت ہے اور دل کا فیصلہ ہے۔ اگر فیصلہ ہمارے اپنے دل نے کرنا ہے تو پھر شیخ کیا کرے گا۔ شیخ کا ہمیں کیا فائدہ ہوا؟ تو شیخ صرف یہ کر سکتا ہے کہ وہ جن برکات کا امین ہے آپ شیخ کی صحبت میں بیٹھیں شیخ سے برکات حاصل کریں شیخ کے ساتھ مل کر مجاہدہ کریں تو وہ دعا بھی کرے' کوشش و محنت و مجاہدہ بھی کرے کہ ان کیفیات کو آپ کے دل میں پہنچا سکے اور آپ کا دل اس قابل ہو سکے کہ وہ اپنے بھلے برے کی تمیز کر سکے اور اپنے لئے فیصلے خود کر سکے فیصلہ بھی آپ خود ہی کریں گے اگر لوگ اپنا فیصلہ خود نہ کرتے تو پھر میدان حشر کا جواب لوگوں کو خود نہ دینا پڑتا وہ پکڑا جاتا جس کے فیصلے پر لوگوں نے عمل کیا تھا جس کے لیے قدرت نے انہیں باؤنڈ کر دیا ہوتا یا جس کے لیے اللہ نے انہیں مجبور کر دیا ہوتا کہ اس کی بات پر تم چلو گے پھر تو بڑا مشکل ہوتا لیکن پتہ ہے وہاں کیا ہو گا۔ اللہ کریم فرمائیں گے **اقراء کتابک** اپنا اپنا اعمال نامہ لے لو پڑھو **کفی بنفسک الیوم علیک الحسیب** اپنے لیے تم خود ہی بہترین جج ہو زندگی میں جو ارادے جو فیصلے تم کرتے رہے تمہارے سامنے ہیں اور یہ تمہاری ججمنٹ ہے کہ کیا کرنا ہے اگر تم نے حق کی طرف فیصلہ کرنا ہے تو جاؤ اپنا آرام کرو باطل کی طرف فیصلہ کیا ہے بھگتو یہ تو تمہارے اپنے فیصلے پر ہے اس کا مطلب ہے کہ ہر شخص کا ذاتی فیصلہ ہے اور ایمان نام ہی اس فیصلے کا ہے یاد رکھیے جب ہم سمجھتے ہیں کہ عبادات کو جی نہیں چاہتا سستی ہو جاتی ہے تو اس جملے کا معنی یہ ہوتا ہے کہ ہمارا ایمان کمزور ہے ان میں جسے Between The Line کہتے ہیں نا ان حروف کے اندر جو حقیقت ہے وہ یہ ہوتی ہے کہ ہمارا اللہ پر اعتماد نہیں ہے آخرت پر یقین نہیں ہے اور دین کے ساتھ وہ قلبی تعلق کمزور ہے اگر وہ یقین پختہ ہو تو آپ کہتے ہیں جاگ نہیں آتی میں کتا ہوں نیند نہیں آتی یعنی اتنا فرق ہے کہ اگر وہ یقین پختہ تر ہو پھر نیندیں اڑ جاتی ہیں کہ کہیں کوتاہی ہو جائے اور میں مارا نہ جاؤں ایک نماز کا چھوٹنا صرف

ایک نماز کا چھوٹنا نہیں ہوتا اس قوت کار کا مس کرنا ہوتا ہے جو ہمیں میدان عمل میں چاہیے ایک نماز کے چھوٹنے سے شاید ہم دن میں پچاس وہ گناہ کر لیں کہ اگر وہ سجدہ کیا ہوتا تو وہ ان کے مقابلے میں دیوار بن جاتا ہمیں ان سے بچانے کا سبب بن جاتا اور سب سے بڑی دراڑ جو پڑتی ہے وہ ایمان میں پڑتی ہے یقین میں پڑتی ہے۔

اللہ کریم سارے ایمان کو زیر بحث لانے کے بعد پھر الگ سے فرماتے ہیں۔ **وبالاخرۃ ھم یوقنون - الذین یومنون بالغیب - ویقیمون الصلوۃ ومما رزقنھم ینفقون والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک** تو ایمان کی ساری جہتیں تو اس میں آ گئیں کہ یہ غیب پر امان لاتے ہیں ایمان لا کر عبادت کرتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں زکوۃ ادا کرتے ہیں اللہ کی دی ہوئی قوتوں کو اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبیوں علیھم السلام کو مانتے ہیں سب کتابوں پر یقین رکھتے ہیں تو ایمان تو مکمل ہو گیا پھر فرمایا **بالاخرۃ ھم یوقنون** اور ایمان کی اصل جو ہے کہ انہیں اس بات کا یقین ہے کہ ہمیں لوٹ کر، کھڑے ہو کر، اللہ کے حضور جواب دینا ہے ایمان کی بنیاد جو ہے اساس جو ہے وہ اس بات پر ہے کہ یقین ہو جائے ہمیں کہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں یہ آخری ریکارڈ نہیں ہے یہ سارا کچھ جو ہے اس کا ریکارڈ رکھا جا رہا ہے اور یہ کسی عام ہستی کے سامنے نہیں یہ اللہ رب العزت کے سامنے کھڑے ہو کر ہمیں اپنا یہ اعمال نامہ پیش کرنا ہے فرمایا جب یہ یقین پختہ تر ہوتا ہے تو عبادات سہل ہو جاتی ہیں اور اس یقین کو پختہ تر کرنا پھر اللہ ہی کا کام ہے اور وہ اللہ کے ذکر سے ہوتا ہے فرمایا۔

الابذکر اللہ تطمئن القلوب۔ اطمینان اردو میں تو استعمال ہوتا ہے ٹھہراؤ اور سکون کے لیے لیکن اطمینان کی حقیقت یہ ہے کہ جو پرزہ جس جگہ کے لیے بنا ہو وہاں جا کر جیسے وہ جم جاتا ہے ایڈجسٹ ہو جاتا ہے اس کیفیت کو اطمینان کہتے ہیں۔ آپ کسی پرزے کو کسی پتھر کو جس جگہ کے لیے وہ نہیں بنا وہاں رکھیں وہاں وہ یا اس طرح پھڑکتا رہے گا یا فٹ بیٹھے گا نہیں کوئی نہ کوئی اس میں وہ نقص رہے گا جس جگہ کے لیے وہ پرزہ بنا ہے اس جگہ اسے آپ آرام سے رکھ دیں تو وہ ٹک جائے گا جم جائے گا اپنی جگہ اختیار کر لے گا وہ قرار جو اسے وہاں ملتا ہے اس قرار کو اطمینان کہتے ہیں تو فرمایا **الابذکر اللہ تطمئن القلوب** دل جو ہے اپنی جگہ تب بیٹھتا ہے جب وہ اللہ کو بھی مانے۔ آخرت کو بھی مانے اور نبی علیہ الصلوۃ و السلام پر بھی اسے یقین ہو اللہ اور اس کے رسول کی محبت نصیب ہو عبادت کا داعیہ پیدا ہو اطاعت کا جذبہ پیدا ہو نافرمانی سے نفرت آ جائے اور اللہ کی عدم اطاعت سے خوف آنے لگے یہ اس کا اصلی مقام ہے دل بنا اس کے لیے ہے اسی لیے آپ دیکھیں کہ جو لوگ اللہ سے دور ہوئے ان کے پاس اگر دنیا کی دولت نہیں دنیا کی حکومت آ گئی تو بھی ان کے دل کو سکون نصیب نہیں ہوا کیونکہ یہ دل اپنی جگہ پر نہیں ہے آپ مشرق یا مغرب کے معاشرے کو دیکھیں تو اسی معاشرے میں کہیں آپ کو ایک لمحہ سکون یا آرام کا نظر نہیں آئے گا کوئی ایک لمحہ کہیں نظر نہیں آئے گا ہمیں نے عملاً رہ کر لوگوں سے مل کر اس معاشرے میں وقت گذار کر دیکھا ہے جاپان سے لے کر امریکہ تک اور چین سے لے کر افریقہ تک

سارے کافر معاشرے کو میں نے پھر کر دیکھا ہے چوبیس گھنٹوں میں ایک لمحہ انہیں سکون کا نہیں ملتا اسی لیے نشے کرتے ہیں اسی لیے الکحل پیتے ہیں اسی لیے وہ خرافات کرتے ہیں کہ اگر سکون نہیں ہے تو کوئی لمحہ بے ہوشی کا ہی آ جائے کہ ہمارے عقل معطل ہو جائیں شاید وہ لمحہ جو ہے ان تلخ یادوں سے زندگی کی تلخ حقیقتوں سے دور رہ کر ہم وہ وقت گذاریں ورنہ وہ بھی جانتے ہیں ان کا دماغ خراب نہیں ہے وہ ہم سے زیادہ پڑھے لکھے ہیں اور ہر نشے کی جو خرابیاں ہیں طبی اور میڈیکلی وہ ساری ہم سے زیادہ بہتر جانتے ہیں تو جانتے ہوئے کیوں کرتے ہیں؟ وہ اتنی تلخ زندگی گذار رہے ہوتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کچھ لمحے بے ہوشی ہی سہی اور اب تو آپ نے دیکھا کہ جو معاشرہ بہت آگے نکل گیا ہے وہ بہت پیچھے چلا گیا ہے۔ ہمارا ایمان' مسلمان کا یقین تو یہ ہے۔ کہ اللہ نے آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام سے دنیاکو' مخلوق کو پیدا کیا انہیں لباس دے کر دنیا میں بھیجا انہیں کھانا پکانا ہل چلانا کھیتی بونا کاٹنا رہنا سہنا شادی بیاہ اولاد یہ سارے طریقے حتی کہ میت کو دفن کرنے تک کا طریقہ سکھایا فرشتے بھیج کر کہ یہ کام اس طرح کرو یہ ایمان ہمارا ہے۔ مغرب والوں کا ایمان یہ ہے کہ انسان بھی ایک جانور تھا جنگلوں میں پلا بڑھا کبھی یہ بالکل جنگلی تھا وحشی تھا پھر اس نے آہستہ آہستہ آگ جلانا سیکھا پھر اوزار بنانا سیکھا پھر درختوں کی چھال لپیٹا کرتا تھا پھر اس نے لباس بنانا سیکھا اور اس طرح ایک سوسائٹی بنتی گئی یہ ان کا اپنا فلسفہ ہے یہ ہے اب وہ معاشرہ جو ترقی کرتے کرتے انتہائی عروج تک پہنچ گیا اس کا حال یہ ہے کہ ان لوگوں نے مکان چھوڑ دیے شہر چھوڑ دیے لباس چھوڑ دیے کھانا پینا چھوڑ دیا اور جنگلیوں کی طرح جنگلوں میں ننگے بدن اور درختوں کے پھل کھا کر گذارا کرنا شروع کر دیا اور بیشتر آبادیاں آپ کو اس حال میں نظر آئیں گی کیوں؟ بھئی اتنی ترقی کر کے وہ ایک دم زیرو پوائنٹ پر کیوں چلے گئے ان میں یہ نہیں کہ وہ کوئی جاہل یا انپڑھ ہیں ان میں بڑے بڑے ڈاکٹر بار ایٹ لاء بڑے بڑے سائنسٹ بڑے بڑے فلاسفر پی ایچ ڈی۔ تو کیا ہوا انہیں زندگی میں جتنا ان کا عقل ان کا علم دکھا سکتا تھا راستے' ان سارے راستوں کو دیکھ چکے اور انہیں سکون نظر نہیں آیا تو وہ یہ سمجھے ہم یہ سب کچھ چھوڑ کر واپس جنگلی زندگی پہ چلے جائیں گے شاید وہاں سکون ہو گا لیکن ان کی بدقسمتی یہ ہے کہ سکون وہاں بھی نہیں ملتا جنہیں آپ ہپی کہتے ہیں یہ گداگر لوگ نہیں ہیں جو یہاں بھی مارے مارے پھرتے ہیں یہ کروڑ پتی بھی ہیں عموماً" اکثر ننانوے فیصد یہ جو ہپی ہیں یہ کروڑ پتیوں کی اولاد ہیں اور یہ ہزاروں لاکھوں ڈالر پلے باندھ کر آوارہ گردی کے لیے نکلتے ہیں کہ شاید کہیں کوئی لمحہ سکون کا مل جائے ۔ ڈاکٹر صاحب بتا رہے تھے نادرن ایریا میں کافرستان دیکھی میں ایک بچی تھی ہالینڈ کی غالباً" وہ کہتی تھی مجھے گھر سے نکلے دو سال ہو گئے ہیں پانچ ہزار ڈالر ابھی میرے پاس ہیں ابھی کافی ہیں ابھی دو تین سال اور میں پھر لوں گی کیوں پھر رہی ہے یہ جوان بچی ہے غیر شادی شدہ ہے پڑھی لکھی ہے اور ماں باپ کی خبر نہیں گھر بار کی نہیں دو سال ہو گئے ہیں دو چار سال اور بھی واپس نہیں جانا۔ مقصد کیا ہے۔

I have to search for where I belong.

میں ڈھونڈ رہی ہوں میں ہوں کون سے کہاں

ہونا چاہیے یعنی کوئی اپنا ٹھکانہ ہی نہیں ہے ماں باپ ہے وطن ہے ملک ہے گھر ہے ایک عقیدہ ہے مذہب ہے رسومات ہیں اس کے باوجود دل کسی جگہ قرار نہیں پکڑتا دنیا میں پھر کر ڈھونڈ رہی ہوں کہ میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ مجھے کہاں ہونا چاہیے کہ میں کس جگہ کے لیے بنی ہوں کہاں مجھے سکون مل سکتا ہے کہاں میں ٹھہر سکتی ہوں۔

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جس معاشرے نے اللہ کے دین کو چھوڑ کر دنیا کے سارے اسباب بھی اپنا لیے سکون کا لمحہ اسے بھی نہیں ملا اس لیے کہ دل بنیادی طور پر اللہ کے قرب اور اللہ کی تجلیات اللہ کے انوارات کے لیے بنا ہے تو جب تک یہ دل اپنی جگہ واپس نہ آئے یہ صحیح فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اگر دماغ خراب ہو جائے دماغ اپنی جگہ نہ رہے تو کیا وہ صحیح فیصلے کر سکتا ہے دماغ فیصلے نہیں کرتا یہ بہت بڑا دھوکا ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ دماغ وہ قوت ہے جو عمل کراتی ہے فیصلے دل کرتا ہے فیصلے دل کے ہوتے ہیں دماغ وہ سسٹم وہ نظام ہے جو اعضاء و جوارح کو حرکت میں لا کر اس پر عمل کراتا ہے اگر کوئی چیز ایجاد بھی کرتا ہے دنیا کی کوئی آدمی۔ تو پہلے اس کا دل طے کرتا ہے کہ مجھے یہ کام کرنا چاہیے اس کے اسباب تلاش کرنا اس کے لیے اعضاء و جوارح کو حرکت دینا اس کے لیے ذرائع اور وسائل تلاش کرنا یہ ذمہ داری دماغ کی ہے فیصلے دل کرتا ہے دنیوی زندگی میں بھی اور تعلقات میں بھی اور اللہ کے ساتھ تعلق میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اس لیے دل کے فیصلے کو ایمان کہا جاتا ہے۔ دماغ چونکہ اس فیصلوں پر عمل کراتا ہے ہمارے سامنے دماغ ہی ہوتا ہے اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ دماغ ہی سب کرتا ہے۔ جیسے ہم کہتے ہیں کہ تھانیدار یہ کر رہا ہے تھانیدار تو نہیں کرتا اصل کرا تو حکومت رہی ہوتی ہے وہ جو وردی جو سٹار اس کے کندھے پر ہیں وہ کرا رہے ہیں لیکن ہمارے سامنے تو اس کی شخصیت ہوتی ہے ہم سمجھتے ہیں وہ کر رہا ہے ڈرائیونگ ہم کرتے ہیں گاڑی چلاتے ہیں گاڑی چلانے کے لیے تو بہت بڑا نظام ہے جسے ہم نہیں دیکھ رہے ہوتے تو یہ دماغ جو ہے ان فیصلوں پر عمل درآمد کراتا ہے جو دل کرتا ہے تو اگر دماغ خراب ہو وہ فیصلے سمجھ ہی نہیں سکتا عمل کیا کرائے گا اور اگر خود دل ہی خراب ہو جائے تو فیصلہ کون کرے گا تو فیصلہ کرنے کے لیے سب سے پہلے دل کی ضرورت ہے کہ دل دل ہو محض پمپنگ سٹیشن نہ ہو یہ دل کو پمپنگ سٹیشن سے دل بنانا یہ مزدوری شیخ کی ہے اور اس کے لیے شیخ کی ضرورت ہے اور یہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم اپنا وقت دینے کو تیار ہیں محنت کرنے کو تیار ہیں ہم آپ کا اتباع کرنے کو تیار ہیں آپ ہمارے دل کو بھی وہ کیفیت حاصل کرنے میں رہنمائی کیجئے جو اس سے قوت فیصلہ حاصل ہو جائے۔

اب یہ جو رواج ہو گیا ہے شیخ کو' پیر کو' شرنی دے دی اور آخرت میں وہ آپ کے گناہ اٹھا لے گا۔ جس نے زندگی میں اپنے گناہ آپ پر لاد رکھے ہیں آخرت میں آپ کے گناہ کہاں سے اٹھائے گا جو زندگی میں اپنے بچے آپ کی روزی پر پالتا ہے وہ آخرت میں آپ کا بوجھ کہاں سے اٹھا لے گا اپنے بچے تو چڑیا بھی پال لیتی ہیں چیل اور چھچھوندر پال لیتی ہے جنگل کا درندہ لور کوا پال لیتا ہے حیوان اور پرندہ پال لیتا ہے سانپ اور اژدہا پال لیتا ہے سمندر میں رہنے والی مچھلیاں اپنے بچے پال لیتی ہیں تو جو انسان اپنا خاندان اپنے بچے اپنی ذمہ داری نہیں پوری کر

سکتا وہ میرے اور آپکے دکھ کب بانٹے گا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ دس دس روپے شرینی شکرانہ دیا تو بوجھ پیر صاحب اٹھالیں گے۔

اس کے لیے نہ کوئی تعویز کر سکے گا اس کے لیے آپ مکلف ہیں محنت کرنے کے۔ آپ مکلف ہیں ایسا شخص تلاش کرنے کے جو دل کو ذاکر کر سکے جس کا دل ذاکر ہو اور آپ کے دل کو ذاکر کر سکے اس کے بعد اس شخص کی ذمہ اری ہے کہ وہ پورے خلوص کے ساتھ آپ کے ساتھ محنت کرے آپ کا دل خود روشن ہو آپ کے دل کو چسکا پڑے جمال الہٰی کا آپ کو سجدوں کی چاشنی محسوس ہو آپ کو گناہ کی کڑواہٹ محسوس ہو آپ کو غفلت کی تلخی محسوس ہو اور آپ کو جاگتے رہنے کی لذتوں سے آشنائی حاصل ہو جائے پھر دیکھتا ہوں کون آپ کو سلالیتا ہے اور کون آپ کو پکڑ کر اٹھانے آتا ہے ایک آٹومیٹک سسٹم اسٹیبلش ہو جاتا ہے۔

میرے بھائی میں نے ہل چلانے سے لے کر ملازمت تک سارے کام کیے ہیں جس زمانے میں میں ہل چلایا کرتا تھا تو وہ بیلوں کی جوڑی کے پیچھے ہل تھا میں نے بیلوں سے لے کر ٹریکٹر تک کے زمانے تک ہل چلایا ہے مجھے یہ تین چار پانچ سال ہوئے جماعت کی مصروفیات نے میرے پاس وقت نہیں چھوڑا ورنہ آج سے تین چار سال پہلے تک بھی میں اپنی زمین خود کاشت کرتا تھا اپنا ٹریکٹر خود چلاتا تھا تو میں نے بیلوں سے لے کر ٹریکٹر تک سارے ہل چلائے ہیں شام کو جب ہم پلٹتے تھے تو ہڈی ہڈی دکھتی تھی اتنا تھکا دینے والا کام ہوتا تھا بیلوں کے پیچھے ہتھی پر سارا دن ہل چلانا لیکن اگلی صحری بغیر الارم کے بغیر گھڑی کے وہ ایک پرندہ جو سحری کو بولتا ہے سیاہ سا اس کی آواز پہ ہم جاگتے وہ ہمارا الارم ہوتا تھا پرندہ بول رہا ہے اٹھو بھائی دیر ہو جائے گی کوئی نہیں جگاتا تھا ہمیں جاؤ ہل چلاؤ دیر ہو رہی ہے ہمیں فکر ہوتی تھی ہم اٹھ جاتے تھے اور وقت پر کھیتوں میں پہنچے ہوئے ہوتے تھے اور سارے لوگ میں ایک نہیں سارے لوگ جس زمیندار کو علم ہے کہ میں نے ہل چلا کر یہ کھیتی کاشت کرنی ہے اسے وقت پہ جاگ آ جاتی ہے جس دوکاندار کو خبر ہے کہ میرا سینما میں کھوکھا ہے اور سینما رات کو چلتا ہے اسے رات کو نیند نہیں آتی وہ کھوکھے پہ بیٹھا سگریٹ بیچ رہا ہوتا ہے اس کھوکھے والے کا جتنا رشتہ اس کھوکھے سے ہے اتنا رشتہ بھی رب کریم سے ہو جائے تو تہجد کو نیند نہیں آتی اٹھ جاتا ہے اسے فکر ہوتی ہے کہ میرا کچھ نقصان ہو جائے گا جو لمحہ آج کا گزر گیا کل تو کل ہو گا۔ کل آج والا لمحہ تو نصیب نہیں ہو گا اگر کل میں اٹھا بھی تو کل تو کل ہو گا آج والے لمحے کا بدلہ تو نہیں بن سکے گا۔ ایک تو لوگوں نے اس سارے دین کو ثواب ثواب ثواب کی جمع تفریق میں الجھا دیا وہ جی کر لیا تو ثواب ہے نہیں کیا تو ثواب نہیں ہو گا۔ چلو کیا فرق پڑتا ہے بھئی یہ ثواب کیا بلا ہوتی ہے یہ کونسی جنس ہے یہ کیا ہے یہ کوئی کھانے پینے کی چیز ہے اوڑھنے بچھانے کی چیز ہے کوئی لسی ہے یہ کیا ہے یہ ثواب۔ ثواب ایک تعلق کا نام ہے ثواب ایک کیفیت کا نام ہے ثواب ایک رشتہ ہے جو بندے کا اللہ سے جڑ جاتا ہے اگر وہ رشتہ استوار نہیں ہو رہا اگر اطاعت کرتے ہوئے لذت نہیں آتی اور گناہ کرتے ہوئے خوف خدا نہیں آتا تو وہ کونسا ثواب ہے جو آگے جا کر ملے گا ثواب نقد ملتا ہے ہر سجدے کا ہر تسبیح کا ہر عمل کا ہر سجدہ ایک گونا قوت بڑھا دیتا ہے قرب الہٰی کی ہر تسبیح

لطف کی ایک کیفیت بڑھا دیتی ہے ہر رکعت ایک کیفیت عطا کر جاتی ہے فرق یہ ہے کہ وہ ٹرانسمیٹر' وہ ٹرانسفارمر' وہ مشین جو ان کیفیات کو حاصل کرتی ہے وہ زندہ ہو اور وہ دل ہے۔ ایک سوئی اس باجے کی خراب ہو جائے تو آپ ہزار ریکارڈ چلا لیں اس کی آواز نہیں نکلتی وہ ایک سوئی بھی ٹھیک ہو جائے تو وہ آپ کو لذت دینے لگتا ہے ورنہ آپ کو توا ہی پھرتا ہوا نظر آتا ہے۔ آپ کہتے ہیں ہاتھ درست ہیں پاؤں درست ہیں نگاہ درست ہے دماغ صحیح ہے صحت درست ہے ہاتھ منہ دھویا اٹھا بیٹھا سجدے بھی کیے لیکن فرق نہیں پڑا پتہ نہیں چلا پھر بھئی سوئی تو ڈالو اس میں خالی ریکارڈ چلاتے رہو گے کہو گے جی گانا کوئی نہیں سنا اس میں سے سر کوئی نہیں نکلی۔ سر کیسے نکلے گی وہ اس میں سر کو محسوس کر کے آپ کے کانوں تک پہنچانا اس سوئی کا کام ہے ساری مشینری صرف انہیں چلا سکتی ہے۔ یہ ہاتھ پاؤں یہ اعضاء و جوارح آپ کو اٹھا بٹھا تو سکتے ہیں پیشانی زمین پہ رکھ کے آپ کو اٹھا تو سکتے ہیں لیکن اس میں سر نکالنا یہ دل کا کام ہے جب تک یہ درست نہیں ہو گا۔

اذا صلح صلح الجسد کلہ۔ او کما قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم فرمایا جب یہ سدھرتا ہے تو انگ انگ سے لذت کے چشمے پھوٹتے ہیں پھر یہ اکیلا نہیں سدھرتا **صلح الجسد کلہ** ایڑی سے چھوٹی تک سارا جسم ہی لذت بن جاتا ہے چشم بن جاتا ہے اور اگر یہ خراب ہو جائے۔

واذا فسد تو اگر یہ ٹوٹ پھوٹ جائے **فسدۃ الجسد کلہ** سارے جسم کو بے کار کر دیتا ہے تو کچھ محسوس نہیں ہوتا قوت ذائقہ زبان میں ہے اگر کسی کی قوت ذائقہ زبان سے چلی جائے تو اسے آپ مرچیں کھلائیں یا مٹھائی کھلائیں یا بھوسہ کھلائیں اس کے لیے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ قوت ذائقہ ٹیسٹ جو تھا وہ تو اس میں تھا چلا گیا تو کبھی آپ کسی ایسے آدمی سے ملے ہوں تو اس کے لیے میٹھا پانی یا پھیکا پانی برابر ہے اس کے لیے مٹھائی اور اس کے لیے سوکھی روٹی برابر ہے کیونکہ اس ٹیسٹ میں وہ کیفیت نہیں رہی تو یہ قوت ذائقہ کیفیات کو ماپنے کا آلہ ہے۔

جب دل ہی سو رہا ہو تو پھر کون بتائے گا کہ اس میں لذت ہے پھر کہتا ہے یہ آخرت کو ملے گا ارے جو یہاں نہیں ملا آخرت کو کیا ہو گا آخرت کو بھی اسی کو ملے گا جسے یہاں نصیب ہوتا ہے بخش دینا عطا کرنا یہ ہماری محنت پر نہیں ہے یہ اس کے کرم پر ہے چونکہ وہ اتنا عطا کر چکا ہے ہمیں کہ ہمیں ہزاروں زندگیاں نصیب ہوں تو جتنی عبادت بھی کریں گے وہ پھر اس کی عطا سے کم تر ٹھہرے گی کہ پھر سے زندگی عطا کرنا اس کا ایک اور انعام بن جائے گا۔

بخاری شریف میں ایک حدیث ہے نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جبرائیل امین نے مجھ سے ذکر کیا ہے بنی اسرائیل میں ایک شخص عابد و زاہد تھا چار سو برس زندگی نصیب ہوئی اسے اور اس نے وہ زندگی اللہ کی عبادت کے لیے تج دی تھی کیونکہ بنی اسرائیل میں گوشہ نشینی اور زندگی سے الگ ہو جانا بھی ایک انداز تھا عبادت کا تو وہ سمندر کے درمیان ایک پہاڑی پر چلا گیا اور چار سو سال اس نے وہاں گزار دیے اللہ نے اس کے لیے میٹھے پانی کا چشمہ اور پھل کی ایک بیل پیدا کر دی جس سے وہ کھاتا بھی تھا پیتا بھی تھا رات دن سوائے اللہ کی عبادت کے کوئی کام نہیں تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب اس کی موت آئی تو اس نے دعا

کی بارالہا میری جان اس طرح سے قبض ہو کہ میں نماز کی حالت میں دوسرے سجدے میں جب جاؤں آخری رکعت کے دوسرے سجدے میں تو میری روح قبض کر لی جائے اور فرمایا اسی طرح اس کی روح قبض ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جبرائیل امین نے مجھے بتایا کہ میں اب بھی جب زمین پر آتا ہوں تو اس طرف نگاہ کرتا ہوں تو اس کا وجود بارشوں سیں طوفانوں آندھیوں میں بھی خراب نہیں ہوا وہ وہیں سجدے کی حالت میں اسی پہاڑی کے دامن میں پڑا ہوا مجھے نظر آتا ہے لیکن عجیب بات جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی جبرائیل امین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی وہ یہ ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ یہ شخص میدان حشر میں جب اٹھے گا جب یہ پیش ہو گا تو اعلان کر دیا جائے گا کہ اسے میری رحمت کے سہارے بخش دو تو اللہ فرماتے ہیں کہ وہ بندہ رک جائے گا وہ کہے گا اللہ تیری رحمت تو یقینی ہے اور بہت وسیع ہے ناپیدا کنار ہے لیکن میری عبادت کا بھی تو کوئی شمار ہو گا کہ تو نے مجھے چار سو سال زندگی دی اور میں نے چار سو سال تیری راہ میں قربان کر دی میں نے کھانا پینا سونا جاگنا ماں باپ دوست احباب معاشرہ ماحول دنیا کی لذتیں کیفیتیں سب کچھ چھوڑ کر صرف تیری بارگاہ میں سجدے کرتے ہوئے چار سو سال گزار دیے تو کیا ابھی بھی میں مزید عطا ہی کا مستحق ہوں کہ عطا سے جنت میں جاؤں میری مزدوری کی کوئی قیمت نہیں بنی۔ تو فرمایا اسے روک لیا جائے گا اور ارشاد ہو گا کہ اس کی عبادت اور میری نعمتوں کو تول لو۔ تو چار سو سال رات دن جو صرف اس نے آنکھ استعمال کی اس کا جو وزن ہے جب اس کے دوسرے پلڑے میں جب چار سو سالہ عبادت رکھی جائے گی تو کم پڑ جائے گا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ارشاد ہو گا **اذھبوا بعبلدی الی النارى بعدلى۔** میرے انصاف کے مطابق میرے بندے کو جہنم میں لے جاؤ جب تک یہ موازنہ پورا نہیں کرتا باقی ساری نعمتوں کا اس وقت وہ پھر کہے گا بار الہا میں نے غلطی کی میں نے زیادتی کی تو کریم ہے تیری رحمت کے بغیر گزارا نہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں پھر ارشاد ہو گا کہ خیر اگر یہ رحمت چاہتا ہے تو وہی پہلے والا فیصلہ ہے اپنی محنت کا حساب چاہتا ہے تو اسے ادھر لے جاؤ۔

تو ہم جتنی بھی عبادت کریں ہم بے شمار نعمتیں استعمال کرتے ہیں آج تو سائنس کا دور ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ اگر آوازوں کو رنگ ہی مل جاتا تو لوگ تو پاگل ہو جاتے فضا میں اتنی لہریں ہوتیں کہ ہمیں کچھ نظر ہی نہ آتا۔ صرف کچھ چیزیں نہ دکھا کر اس نے اتنا احسان کیا ہے کہ اس کی قیمت ہی نہیں دی جا سکتی جو ہم دیکھتے ہیں وہ الگ وہ تو شمار ہی سے باہر ہے جو چیزیں اس نے ہماری نگاہوں سے پوشیدہ کر دی ہیں یہی اس کا اتنا بڑا انعام ہے کہ اگر یہ آواز کی لہریں ہی ہمیں نظر آنا شروع ہو جائیں تو شاید ہم زندگی بھر اور کچھ دیکھ ہی نہ سکیں تو جتنی بھی محنت و مجاہدہ ہم کریں یہ ان نعمتوں کے مقابلے میں کم ہیں جو پہلے سے ہم لے چکے ہیں اسی لیے قرآن فرماتا ہے۔

یاایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون جو تم پر بے شمار نعمتیں بھیج چکا ہے اس کی عبادت کرو اور عبادت ان نعمتوں کے اجر سے کم ہے آخرت ہماری محنت پر

نہیں آخرت اس کی اپنی عطا پر ہے اور اس کی عطا قیمت نہیں لیتی بہانوں بہانوں سے کرتا ہے عطاء رحمت حق بہانہ می جوید بہانہ می جوید قیمت نہیں بہانے۔ تو وہ آخرت کے انعامات آخرت کی منازل آخرت کے درجات حور و کسور وہ جسے چاہے دے اور جتنے چاہے دے اس میں بات کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے بات اس موضوع پر ہو رہی ہے کہ ہمارا اس کے ساتھ جو تعلق ہے دل کا قلب کا رشتہ وہ کتنا ہے یہ بنانا ہمارا کام یہ اس نے ہمارے ذمے لگا دیا کہ اگر میں زبرستی جوڑتا تو پھر فرشتے کافی تھے اور ایک مخلوق انسان نام کے بنانے کی ضرورت نہیں تھی اور جن کو یہ زبردستی جوڑا ہے انہیں اپنی ذات کی معرفت کا شعور نہیں دیا وہ حکم کی اطاعت کرتے ہیں حاکم کی طرف نگاہ اٹھانا یہ ان کی جرات سے باہر ہے وہ سوچ بھی نہیں سکتے یہ انسان ہی ہے جس کے سامنے اس نے اپنی ذات کو بے حجاب کر دیا اپنے رخ روشن کو آشکارہ کر دیا اپنے جمال کو بے نقاب کر دیا اور پھر انسان کو دوسری طرف دنیا کی لذتیں نعمتیں انعامات دکھا کر فرمایا اب انتخاب تیرا ہے دنیا سے تجھے میں محروم نہیں کرتا سو بھی اور جاگ بھی کھاپی بھی اور کچھ چیزیں چھوڑ بھی دے کما بھی اور کچھ ذریعے ایسے ہیں کہ ان سے رک بھی جا۔ لیکن اس سارے میں اس سارے عمل میں میری ذات کے ساتھ اپنا رشتہ استوار رکھ تو آخرت بھی تیری ہے دنیا بھی تجھ سے نہیں لیتا دنیا تجھ سے نہیں چھینتا دنیا بھی تیرے لیے ہے آخرت بھی تیری ہے اور اگر تو مجھے چھوڑ کر دنیا میں عیش کرنا چاہتا ہے تو کھانے پینے سے تو نہیں روکوں گا عیش نہیں کرنے دوں گا تو کھا کر بھی بھوکا ہو گا تو سو کر بھی بے آرام ہو گا اور تو دولت مند ہو کر بھی فقیر ہو گا تو اس میں سے ہمیں خود انتخاب کرنا ہے یہاں کوئی تعویز کار گر نہیں ہو گا خود فیصلہ کیجئے خود بیٹھ کر جمع تفریق کیجئے آپ اپنے لئے کون سی حالت چاہتے ہیں اللہ سے قرب کی یا اللہ سے دوری کی۔ اگر اللہ نے ہمیں یہ توفیق دے دی ہم نے یہ فیصلہ کر لیا کہ ہمیں اللہ کا قرب چاہیے اور اس فیصلے میں جان ہوئی تو وہ فرماتا ہے۔ **والذین جاھدوا فینا** جو میرے لئے کوشش کرتے ہیں **لنھدینھم سبلنا** میں ان پر اپنے بے شمار دروازے کھول دیتا ہوں ایک راستہ نہیں کئی راستے کھول دیتا ہوں تو میرے بھائی رسومات سے نکلئے حقائق کی دنیا میں آیئے اللہ کریم سے اپنے ذاتی رشتے کو دیکھیے اس پہ نگاہ پڑ جائے تو یہ اتنا نازک معاملہ ہے کہ کسی دوسرے کی طرف دیکھنے کی فرصت ہی نہیں ملتی۔ کسی دوسرے کی طرف جب ہم دیکھتے ہیں کہ فلاں برا ہے فلاں بھلا ہے اس کی فرصت ہی نہیں ملتی اپنا رشتہ ہی اتنا قیمتی ہے اور طوفانوں میں اپنے چراغ کی لو کو بچانا اور ان آندھیوں کی تھپیڑوں میں اپنے دیئے کو روشن رکھنا یہ اتنا کام بن جاتا ہے کہ آدمی رات دن اسی پہ لگا رہتا ہے۔

اللہ کریم ہمیں اس کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے اس کی سمجھ اور شعور عطا فرمائے اللہ ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرمائے ہماری لغزشوں کو معاف فرمائے ہمارے دلوں کو اپنے نام سے اپنی یاد سے اور اپنے نور سے روشن کر دے ہم بہرحال کمزور نا اہل، نا تمام، جاہل اور بے عمل لوگ ہیں کاش ہمیں درد کا وہ ذرہ نصیب ہو جائے جو ہمیں اللہ کے قرب کی اس منزل تک پہنچا دے

وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

کشمیر — بنام عالمی ضمیر

مولانا سید وصی مظہر ندوی

اکتوبر کا آخری ہفتہ کشمیر اور اہل کشمیر کی اس بلند آہنگ فریاد کا ہفتہ ہے جس کے پیچھے بے پناہ جبرو بربریت کے مقابلے میں جہاد' شہادت اور صبر و استقامت کی طویل' ایمان افروز تاریخ ہے۔

۲۴ اکتوبر ۱۹۴۷ء کا دن وہ تاریخی دن ہے جب ظالم ڈوگرہ حکومت کے خلاف باشندگان کشمیر کی طویل جدوجہد نے اس حد تک کامیابی حاصل کرلی تھی کہ کشمیر کا ایک بڑا حصہ آزاد ہوگیا۔ آزاد جموں و کشمیر حکومت قائم کر دی گئی اور مجاہدین حریت کامیابی کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے سری نگر کے دروازے پر دستک دینے لگے۔

لیکن دین اسلام کی حلقہ بگوش ۸۵ فی صد اکثریت کو غلام بنائے رکھنے کی جس سازش کا آغاز ۱۹۳۹ء میں کشمیر نیشنل کانفرنس کی بنیاد ڈال کر کیا گیا تھا' اس کی تکمیل اس طرح کی گئی کہ ۲۴ اکتوبر کو سری نگر کے ہندو راجہ نے کشمیر کا الحاق بھارت کے ساتھ کرنے کی درخواست دی اور ۲۷ اکتوبر کو بھارت کے انگریز گورنر جنرل لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے نہ صرف اس درخواست کی بنیاد پر کشمیر کا بھارت کے ساتھ عارضی الحاق قبول کرلیا' بلکہ اسی دن بھارتی فوجوں کو سری نگر میں اتار دیا۔

الحمدللہ اس سال ۲۴ اکتوبر کو باشندگان آزاد کشمیر نے کنٹرول لائن کی طرف پیش قدمی کر کے مقبوضہ کشمیر کے مجاہدین کے ساتھ اپنی یکجہتی کا مظاہرہ کیا اور 27 اکتوبر کو تمام اہل کشمیر نے بھارت کے سامراجی اقدام کے خلاف اظہار نفرت کے لیے یوم سیاہ منایا۔

بھارت کے ساتھ کشمیر کا یہ عارضی الحاق جس کو بھارت یکطرفہ طور پر مستقل قرار دے کر کشمیر کو بھارت کا "اٹوٹ انگ" قرار دے رہا ہے' ہر لحاظ سے غیر آئینی' غیر قانونی اور غیر اخلاقی ہے کیونکہ:

(۱) برصغیر کی تقسیم کا بنیادی اصول یہ تھا کہ پاکستان سے ملحقہ مسلم اکثریت کے علاقے پاکستان میں شامل ہوں گے' لیکن اس اصول کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے گورداسپور ضلع کی بعض تحصیلوں کو ریڈ کلف ایوارڈ کے ذریعہ بھارت میں شامل کرنے کا فیصلہ حاصل کیا گیا' تاکہ بھارت کی سرحدیں کسی نہ کسی طرح کشمیر سے جاملیں' اور بھارت کو کشمیر پر قبضہ کرنے کا بہانہ اور راستہ ہاتھ آجائے۔

(۲) بھارت کے ساتھ کشمیر کا یہ الحاق برصغیر کی پانچ سو کے قریب آزاد یا نیم خود مختار ریاستوں کو پاکستان یا بھارت سے ملحق کرنے کے اس اصول کے

بھی خلاف تھا' جس کے مطابق پاکستان سے متصل ۸۵ فی صد مسلم اکثریت والی ریاست' کشمیر کو لازماً پاکستان میں شامل ہونا چاہیے تھا۔

(۳) بھارت کے ساتھ کشمیر کے الحاق کا یہ فیصلہ' کشمیر کی بھاری اکثریت کی مکمل نمائندگی کا حق رکھنے والی جماعت آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کی قرارداد کے بھی خلاف تھا' جس میں پورے جموں و کشمیر کو پاکستان کے ساتھ ملحق کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

(۴) بھارت کے ساتھ کشمیر کا یہ الحاق جو کشمیر کے ہندو راجہ کی درخواست پر عمل میں لایا گیا' اس لحاظ سے بھی غیر قانونی تھا کہ اس الحاق سے تین روز قبل آزاد جموں و کشمیر کی حکومت اسے معزول کر چکی تھی اور وہ خود سری نگر سے بھاگ کر جموں میں پناہ لے چکا تھا۔

(۵) راجہ ہری سنگھ کی الحاق کی درخواست بین الاقوامی قانون کے بھی خلاف تھی کیونکہ ہری سنگھ خود ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو یعنی الحاق کی درخواست سے دو ماہ گیارہ دن قبل' حکومت پاکستان سے حالات کو جوں کا توں باقی رکھنے کا معاہدہ کر چکا تھا۔ ظاہر ہے کہ بھارت کے ساتھ الحاق کرنا اس معاہدے کی صریح اور شدید خلاف ورزی تھی۔

(۶) اہم ترین بات یہ ہے کہ راجہ ہری سنگھ بجائے خود' کشمیر کا قانونی حکمران بھی نہ تھا' کیونکہ اسے ریاست کی حکمرانی اپنے دادا گلاب سنگھ کی وراثت کے طور پر ملی تھی' جس نے ۱۸۴۶ء میں ریاست کو باشندوں سمیت ۸۵ لاکھ نانک شاہی روپیہ میں خریدا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ بیع نامہ سراسر غیر قانونی اور غیر انسانی تھا۔ اس بیع نامے کے تحت گلاب سنگھ اور اس کے خاندان کو ریاست پر حکمرانی کرنے کا کوئی اخلاقی جواز حاصل نہیں ہوتا۔

(۷) بھارت کے ساتھ کشمیر کے الحاق کا فیصلہ اس لحاظ سے بھی ناجائز اور باطل ہے کہ بھارت خود مسئلہ کشمیر کو اقوام متحدہ میں لے گیا۔ اقوام متحدہ کی اس قرارداد کی رو سے جنگ بندی عمل میں آئی جس میں طے کیا گیا تھا کہ کشمیر کے الحاق کا فیصلہ کشمیر باشندے آزادانہ رائے شماری کے ذریعہ کریں گے۔ ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۸ء تک اقوام متحدہ نے چھ سے زائد قراردادوں کے ذریعے اپنے اس فیصلے کی توثیق بھی کی۔ یہی نہیں بھارت نے بھی ہر بار اس فیصلے پر عمل در آمد کرنے کا وعدہ کیا۔

بھارت تو بلاشبہ اپنے اس وعدے سے پھر چکا ہے' کیونکہ وہ چانکیہ کی سیاست کے اس اصول پر کاربند ہے جس کے تحت اپنے مفاد کے لیے ڈھوکا دینا یا معاہدے سے انحراف کرنا بالکل جائز ہے۔ لیکن عالمی ضمیر کہاں سو گیا ہے' وہ کشمیریوں کے حق خود ارادیت پر بھارت کے اس ڈاکے کو کیوں برداشت کر رہا ہے' اقوام متحدہ خود اپنے فیصلوں پر عمل در آمد کروانے کے لیے کیوں تیار نہیں۔

باشندگان کشمیر ان سوالات کے جواب پر بہت مدت تک غور کرتے رہے' اور اس صورت حال کے خلاف آواز بھی بلند کرتے رہے' لیکن جب عالمی ضمیر کو جھنجھوڑنے کی ہر پر امن کوشش ناکام ہوگئی' وہ خوابیدہ ہونے کے بجائے بالکل مردہ محسوس ہونے لگا' تو تب باشندگان کشمیر نے اپنے موجودہ جہاد کا آغاز بھارتی انتخابات کے مکمل مقابلہ سے کیا۔ آج مجاہدین کے لہو سے مقبوضہ کشمیر میں جہاد حریت کا وہ درخشاں

باب لکھا جا رہا ہے جس کی ایک ایک سطر قیامت تک تمام مظلوموں کے خون کو گرماتی رہے گی اور ان کو منزل جہاد کی طرف گامزن ہونے کی دعوت دیتی رہے گی۔

اس جہاد حریت میں بھارتی فوج کے درندے اب تک ۳۲ ہزار سے زائد مسلمان' مردوں' عورتوں اور بچوں کو شہید کر چکے ہیں۔ شدید زخمیوں کی تعداد بھی شہداء کی تعداد کے لگ بھگ ہی ہے۔ پچاس ہزار سے زائد کشمیری مسلمان بھارتی جیلوں' اذیت گاہوں اور تفتیشی مراکز میں ناقابل بیان مظالم کا شکار بنائے جا رہے ہیں' کشمیری خواتین کی اجتماعی آبروریزی' پچاس ہزار کے قریب دوکانوں اور مکانوں کو نذر آتش کرنا اور مکینوں کو زندہ جلا دینا بھارتی فوجیوں کے دل پسند مشغلے ہیں۔ لیکن ع

بڑھتا ہے ذوق جرم یہاں ہر سزا کے بعد

کشمیری مجاہدین کی جدوجہد آزادی کا دائرہ روز بروز وسیع بھی ہو رہا ہے اور زیادہ موثر بھی۔ مجاہدین کے ہاتھوں اب تک دس ہزار سے زائد بھارتی فوجی ہلاک ہو چکے ہیں' بھارتی فوج کی بہت سی تنصیبات تباہ در دی گئی ہیں' جس کی وجہ سے یہ فوجی اب مجاہدین کی سامنے آنے سے گھبراتے ہیں اور اپنی جانیں بچاتے پھرتے ہیں۔

ان فوجی کامیابیوں کے علاوہ اخلاقی میدان میں بھی کشمیری مجاہدین نے عظیم کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ مقبوضہ کشمیر سے شراب خانے' ویڈیو مراکز' سینما اور بیوٹی پارلر جیسے فحاشی کے اڈے ختم کیے جا چکے ہیں۔

مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں نے اپنے عزم اور اپنے شوق جہاد سے آزاد کشمیر کے باشندوں کو اور زیادہ سرگرم عمل کر دیا ہے۔ آج صورت حال یہ ہے کہ حکومت پاکستان ان کی اخلاقی اور سیاسی تائید کرنے کے لیے کمربستہ ہو چکی ہے' ساری دنیا کے مسلمان' مسلم ممالک کی کئی حکومتیں مثلاً سعودی عرب' اسلامی جمہوریہ ایران اور ترکی وغیرہ نے کھل کر کشمیری عوام کا ساتھ دینے کا اعلان کیا ہے۔

غیر مسلم دنیا بھی اب کشمیر کے مسئلے سے' زیادہ عرصے تک آنکھیں نہیں چرا سکتی۔ محسوس ہو رہا ہے کہ اب دنیا کا' خوابیدہ' بلکہ نیم مردہ ضمیر جاگ کر اپنی ذمہ داری پوری کرنے پر مجبور ہو چکا ہے۔ مجاہدین سے ہماری درخواست بس یہی ہے کہ ع

تیز ترک گامزن منزل ما دور نیست

ایک خاندان جن کی اپنی اولاد نہیں ہے۔ وہ ایک ایسے بچے کو گود لینا چاہتے ہیں۔ جو لاوارث ہو۔ اور عمر زیادہ سے زیادہ دو سال سے کم ہو۔ جو ساتھی اس معاملے میں مدد کر سکتے ہیں وہ ایڈیٹر المرشد سے رابطہ فرمائیں۔

ایڈیٹر المرشد۔ او۔۱ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور

اسرار التنزیل

	غیر مجلد	مجلد آرٹ پیپر
جلد اوّل	۱۰۰/-	۱۹۰/-
جلد دوم	۸۰/-	۱۳۰/-
جلد سوم	۷۰/-	۱۳۰/-
جلد چہارم	۸۰/-	۱۳۰/-

منی آرڈر یا ڈرافٹ بھیج کر منگوا سکتے ہیں

اویسیہ کتب خانہ۔ اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ۔ لاہور

غبارِ راہ

بے حد شگفتہ، اُجلی اُجلی اور جذب کرنیوالی تحریر
حصّہ دوم بھی چھپ چکا ہے۔

جس میں سفر بھی ہے، سیر بھی ہے، مزاح بھی ہے، تہذیبِ مغرب کی عکاسی اور تجزیہ بھی ہے۔ مگر ان سب کے علاوہ اور ان سب پر مقدم اُس مقدس اور عظیم مشن کی تکمیل اور اپنے فرض کی ادائیگی کا احساس ہے جو اس تحریر کو ایک منفرد شان، حُسن اور مقصدیت بخشتا ہے۔ اِس پائے کی تحریر صرف ایک ہی قلم کی زینتِ نوک ہو سکتی ہے

شیخ المکرم حضرت مولانا محمد اکرم مدظلہ،
کے سفرناموں کا مجموعہ

قیمت: روپے

AWAISIA SOCIETY, COLLEGE ROAD, TOWNSHIP
LAHORE : CODE 54770 Phone: 844990

www.QuranTafseer.net

الحمدللہ کوشش کی گئی ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے حوالے سے تمام کتابیں اور آڈیو وڈیو بیانات کو آپکی سہولت کے لیے ایک جگہ پر اکٹھا کر دیا جائے اور تازہ جمعہ بیانات بھی آپ فوراسن سکیں۔ویب سائیٹ کی اینڈرائیڈ ایپلیکیشن بھی موجود ہے

آپ اپنے اینڈرائیڈ موبائل میں پلے سٹور سرچ میں جا کر نیچے دیئے گئے الفاظ لکھ کر آسانی سے یہ ایپلیکیشن سرچ کر کے انسٹال کر سکتے ہیں۔

اس ویب سائیٹ اور ایپلیکیشن سے آپ یہ سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔

1-مفسّر، مترجّم ومفکّرِ قرآن حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمتہ اللہ علیہ کی آڈیو، وڈیو اور تحریری تینوں طرح کی مکمل 30 پارہ اردو تفسیر اور مکمل 30 پارہ پنجابی تفسیر آڈیو وڈیو۔ 2-مشکوٰۃ شریف احادیث کی تشریح آسان ترین انداز میں آڈیو اور وڈیو بیانات۔3- اگر آپ کو قرآن ناظرہ پڑھنا نہی آتا یا آپ نے قرآن پڑھنا بہت پہلے سیکھا مگر اب صحیح تلفظ سے نہی پڑھ سکتے تو اب آپ دس دس منٹ کی کچھ وڈیوز دیکھ کر ناظرہ قرآن روانی سے پڑھنا سیکھ سکتے ہیں۔4-اس زمانہ کے سب سے مشہور 4 قاری صاحبان قاری مشری صاحب قاری السدیس صاحب قاری عبد الباسط صاحب اور قاری عادل الکلبانی صاحب کی آواز میں پورے قرآن کی آڈیوز سن سکتے ہیں۔5-حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمتہ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام 6-ذکر کرنے کا ایسا طریقہ جس سے آپ کا دل اور جسم کا ہر ذرہ اللہ کا ذکر کرنے لگے مکمل تفصیلات موجود۔ 7- پچھلے دس سال کے سالانہ اور ماہانہ روحانی اجتماعات آڈیو وڈیو بیانات کا خزانہ 8-اسلامی سوال جواب ٹی وی پروگرام المرشد کی تمام آڈیوز وڈیوز۔

9-سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کی تمام کتابیں اور 1981 سے آج تک کے تقریبا تمام المرشد میگزین پی-ڈی-ایف میں ڈاؤن لوڈ کے لیے موجود۔ جلسوں، جمعہ بیان، سالانہ، ماہانہ اجتماعات کے بیانات کی تازہ آڈیوز فوراً ایپلیکیشن اور ویب سائیٹ پر آپ سن سکتے ہیں۔ آئی فون، ونڈوز موبائل اور کمپیوٹر والے حضرات یہ سب کچھ اوپر دی گئی ویب سائیٹ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

آپ کی سہولت کے لیے سلسلہ کی کوئی بھی کتاب یا کسی بھی پارہ کی تفسیر پی-ڈی-ایف میں آپ کو اپنے وٹس ایپ پر چاہیے ہو تو اس نمبر پر کتاب کا نام یا پارہ نمبر بتا کر اپنے وٹس ایپ سے میسج کر کے حاصل کر سکتے ہیں۔ 03235205255